بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

گوہرِ نور

قطبِ وقت سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۸۵ء

مرتبہ:

ظہور احمد جلالی

ناشر: بزمِ غلامانِ حافظ الحدیث بھکھی شریف

عرس مبارک

جلال الملۃ والدین حافظ الحدیث پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب

نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ

کا

عرس مبارک ہمیشہ دیسی ماہ مگھر کی ۲، ۳ تاریخ کو ہوگا

بحکم

سجادہ نشین صاحب

انتساب

بندہ اس حقیر کوشش کو حضرت جلال الملّۃ والدّین حافظ الحدیث قبلہ کے
مرشدِ گرامی اور عظیم محسن، عاملِ شریعت، عارفِ طریقت، واقفِ رموزِ حقیقت سراج السالکین
زبدۃ العارفین حضرت قبلہ

سیّد نور الحسن شاہ بخاری قدس سرہ العزیز

کے نامِ نامی سے منسوب کرتا ہے

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

(امیدوارِ کرم ظہور احمد جلالی)

ھدیۂ تہنیت

بخدمت
جانشینِ حافظ الحدیث، امینِ نسبتِ شیر ربّانی، پاسبانِ مشربِ
سرکارِ کیلوی، فخرِ بساطِ قادریت حضرت مولانا ابو النوید
پیر سیّد محمد مظہر قیّوم شاہ صاحب مشہدی جلالی دامت فیوضہم
سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھکھی شریف

ظہور احمد جلالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

حضرت جلال الملۃ والدین شیخ المحدثین حافظ الحدیث سیدی و سندی سید محمد جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس قدر شان رفیع اور مقام ارفع پر فائز تھے اس لحاظ سے ضرورت تھی کہ آپ کے تلامذہ میں سے جو اکثر مدارس عالیہ میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کے عہدوں پر کام کر رہے ہیں اور ایک جہاں ان کے فیوض سے متمتع ہو رہا ہے اس سلسلہ میں قلم اُٹھاتے مگر ان کی دیگر دینی مصروفیات اس میں تاخیر کا باعث بن رہی تھیں نیز ناچیز کو یہ سعادت عظمیٰ حاصل ہونی تھی اس لئے یہ خدمت میرے حصہ میں آئی حضرت حافظ الحدیث قبلہ کے چہلم کے موقع پر "مختصر سیرت و سوانح" اور آپ کے پہلے سالانہ عرس مبارک پر "شیخ المحدثین" قارئین حضرات کی خدمت میں پہنچ چکی ہیں اب آپ کے دُوسرے سالانہ عرس مقدس پر یہ کتاب "گوہرِ نور" پیش خدمت ہے۔ جس میں زیادہ تفصیلی مضمون آپ کے رفیق سفر و حضر استاذ العلماء رئیس المدرسین میدانِ تدریس کے شہسوار حضرت مولانا محمد نواز صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت محدث اعظم پاکستان کا ہے اور دیگر علماء کرام کے مضامین کے علاوہ آپ کے مکتوبات اور ملفوظات میں سے نمونہ کے طور پر انتخاب کئے ہیں۔ خاندان اور اولاد کے حالات آئندہ اشاعت میں شامل کیے جائیں گے۔

کچھ حقائق جن کے متعلق اکثر احباب دریافت فرماتے رہتے تھے ہم نے وہ اصل حقائق محض خلوص و للہیت کی بنا پر حاشیہ میں ذکر کر دیئے ہیں جس میں بہت سی تاریخ بھی محفوظ ہو گئی ہے۔ حقیقت بہر حال حقیقت ہوتی ہے اگرچہ تلخ ہو۔

بندۂ ناچیز مخدوم ملت صاحبزادہ مولانا سید محمد محفوظ مشہدی۔ شیخ الحدیث قاری سید محمد عرفان مشہدی بدر الفقہاء مولانا مفتی محمد اصغر علی رضوی عزیزم حافظ محمد اشرف آصف کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود کتاب کی تدوین و ترتیب میں مدد فرمائی۔ محترم مستری محمد عرفان جلالی صاحبزادہ سید نوید الحسن مشہدی سرپرست بزمِ غلامانِ حافظ الحدیث و دیگر اراکین و صاحبزادہ محمد حسن رضا گوندل صاحب کا بھی ممنون ہے جن کی کوششوں سے کتاب منظرِ عام پر آ رہی ہے۔

طالب دُعا:

ظہور احمد جلالی عفی عنہ

خادم التدریس جامعہ بھکھی شریف ۸۰/۱۱/۱۲

قبلہ شیخ الحدیث کے مرشد حضرت قبلۂ عالم سرکارِ کیلوی قدس سرہٗ کے نام تاجدارانِ بریلی کے مکاتیبِ شریفہ۔

حضرت سرکارِ کیلوی قدس سرہٗ کی شخصیت کے بارہ میں یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ آپ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سے کس قدر لگاؤ رکھتے تھے اور آپ کو دیوبندی مسلک اور بانیانِ دیوبند سے کتنی نفرت تھی۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ نے کبھی بھی کسی موقع پر کسی مسئلہ میں کسی دیوبندی کی رعایت وحمایت نہیں فرمائی بلکہ ہر موقع پر مکائدِ دیوبندیہ کو طشت از بام کیا۔ کئی ایک مواقع پر دیوبندی مولویوں کو دوران گفتگو مُنہ کی کھانی پڑی۔ یہاں تک کہ مولوی عطاء اللہ شاہ احراری کو آپ کے سامنے علم غیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرنا پڑا۔

تقریباً ۱۹۵۰ء جب مجددِ طریقت حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے تقریر فرمائی تو حضرت قبلہ سرکارِ کیلوی نے حضرت حافظ الحدیث کو فرمایا "تمہارے اُستاد صاحب کا عقیدہ نورٌ علیٰ نورٌ ہے۔

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "بریلوی مسلک نورٌ علیٰ نور ہے اور دیوبندی مذہب مردود ہے"۔ نیز ہر سال شعبان المعظم کے آخری جمعہ میں اعلان فرماتے۔ رمضان المبارک میں تمہارا یہاں آنا دشوار ہوگا اسلئے اپنے قریب جمعہ ادا کر لینا۔ خبردار۔ کسی دیوبندی وہابی کے پیچھے جمعہ نہ پڑھنا اور اپنی نمازیں ضائع نہ کرنا۔

آپ کا اپنے خدام کو دورۂ حدیث شریف کے لئے خصوصیت کے ساتھ بریلی شریف روانہ فرمانا اس سلسلہ کی کڑی ہے۔

درج ذیل ہیں حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں بریلوی حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز مرادآبادی شیخ الحدیث حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قدست اسرارہم کے مکتوبات گرامی جہاں حضرت سرکارِ کیلوی قدس سرہٗ کے مرتبہ ومقام پر دلالت کرتے ہیں اس کے علاوہ دیگر کئی فوائد پر مشتمل ہیں۔

(ظہور احمد جلالی)

۴۸۶/۹۲

اللہ لا الٰہ سواہ ، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بگرامی ملاحظہ حضرت سید محترم ذی اللطف والمجد والکرم مولوی نورالحسن شاہ صاحب دام بالکرم۔

بعد اھداء ہدیہ سنیہ وتحفہ زکیہ بہیہ ملتمس! طالب خیر بحمد اللہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ یہ خط آج پہلا جناب کے نام نامی پر بھیج رہا ہوں کہ پہلے سے نیاز حاصل نہیں۔ یہ خط نہایت مسرت انگیز ہے یہ آپ کو مژدۂ روح افزا سنانے کے لئے بھیجا جا رہا ہے کہ جناب کے دو روحانی فرزند (۱) عزیزی جناب مولوی محمد سعید صاحب زید فضلہ (۲) عزیزی مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ، جو جناب کے اشارے سے امسال بغرض تعلم مدرسہ عالیہ رضویہ منظر اسلام مسجد بی بی جی بریلی میں آئے تھے آپ کی دعاؤں سے اور آپ کی تربیت کی برکت سے شب و روز نہایت شوق و رغبت اور پورے انہماک سے مشغول درس رہے۔ اور بحمدہ تعالیٰ ۴ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۴۱ھ کو امتحان میں نہایت اچھے اور سب سے اعلیٰ نمبروں سے درجہ اعلیٰ کے درجۂ اول میں اول اور درجہ اعلیٰ کے ثانیہ میں ثانی پاس ہوئے اور غالبا ہے یہ کہ ممتحن صاحب نے مولانا محمد سعید صاحب کے فضل کا لحاظ فرمایا۔ ثانی کو دس عدد کم (نمبر) دے کر درجہ ثانیہ میں رکھا ورنہ یہ بھی درجہ اعلیٰ کے درجہ اعلیٰ میں رہتے۔ فقیر آپ کو صمیم قلب سے مبارکباد عرض کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اُن کے امثال آپ کے مریدین میں نہ صرف آپ کے مریدین ہی میں بلکہ عوام میں اور بہت پیدا فرمائے جن کے فیوض سے عالم متمتع ہوتا رہے۔ والسلام

۶ جمادی الاخریٰ کو نہایت عظیم الشان سالانہ جلسۂ مدرسہ میں علماء کرام کے مبارک ہاتھوں سے ان دونوں صاحبوں کی دستار بندی ہوئی۔

والحمد للہ تبارک وتعالیٰ! والسلام مع الاکرام

فقیر مصطفیٰ رضا عفی عنہ
۹ ر جمادی الآخر سنہ ۴۱ھ

۸۶
۹۲

بملاحظہ عالیہ عامل شریعت عارف طریقت واقف رموز حقیقت مکرم و محترم معظم و محتشم ذوی المجد والکرم
عالی جناب مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب زید لطفہ'

تسلیمات مسنونہ و اثنیہ مقبولہ معروض، خیر و عافیت حضور والا و جملہ احباب اہلسنت و جماعت واصحاب طریقت و ارباب عقیدت مطلوب و محبوب۔ فقیر نہایت مسرت کے ساتھ خبر فرحت اثر سناتا ہے وہ یہ ہے کہ عزیزان محترمان سعیدان جناب مولانا محمد سعید شاہ صاحب سلمہ' اور مولانا مولوی فاضل نوجوان جناب عبد القادر صاحب سلمہ نے نہایت بہتر امتحان دیا اور نمبر اعلیٰ کے ساتھ کامیاب ہوئے جیسا کہ سیدنا حضرت مفتی اعظم قبلہ کے گرامی نامہ سے واضح ہے۔ یہ ان دونوں عزیزوں سلمہما کی خوش قسمتی ہے کہ جناب کے حلقۂ عقیدت و ارادت میں خلوص سے داخل ہیں حضور والا نے ان کو طلب علم حدیث شریف کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ بزرگان دین کی دعا سے مذہب اہلسنت و جماعت کے مطابق و مسلک بزرگان دین کے موافق علم حدیث کی تعلیم دی گئی۔ حضور والا کی توجہ سے یہ دونوں عزیز سلمہما بانیل مرام علیٰ درجہ تمام جناب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو رہے ہیں۔ ان کی ظاہری تکمیل کر کے بزرگان دین کے صدقہ سے اور ان کو جبہ عمامہ پہنا کر اور ان کے ہاتھوں میں سند دیکر جناب کی خدمت میں روانہ کر رہے ہیں۔ ان کے سروں پر بہت بڑا بھاری بوجھ رکھ دیا ہے اب جبہ عمامہ سند کی لاج آپ کے ہاتھ ہے۔ جناب ان کی باطنی روحانی دستار بندی فرمائیں ان کی روح کو باطنی جبہ اور نورانی لباس پہنائیں۔ ان کو علم باطن کی سند مستند سے مشرف فرمائیں اور ان کی دستگیری فرمائیں۔ یہ آپ کے روحانی فرزند ارجمند ہیں۔ اور جناب ان کے روحانی مربی ہیں۔ فقیر کا ارادہ تھا کہ حاضر ہو مگر بعض وجوہ سے اس وقت حاضر نہ ہو سکا یہ عزیز جناب سے خود عرض کر دیں گے پھر موقع ہوا تو فقیر شرف زیارت سے مشرف ہوگا۔ ادعیہ خیر میں فقیر کو یاد فرماتے رہیں۔ جناب والا اور ان عزیزوں سلمہما کے جملہ عزیز رشتہ داران، گھر والوں، دوستوں نیز ان کے ارباب طریقت۔ اہالیان ضلع گجرات کے سب اہلسنت و جماعت کی خدمت میں نہایت پر زور الفاظ سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ دونوں عزیز درجہ اعلیٰ میں کامیاب ہوئے

والسلام
فقیر محمد سردار احمد غفرلہ' سنی حنفی
گورداسپوری۔ بریلی شریف

حضرت حافظ الحدیث کے برادر نسبتی نامور عالم دین حضرت مولانا محمد سعید کا مکتوبِ گرامی بنام حضرت حافظ الحدیث

۷۸۶

اللہ حافظ

جامع معقول و منقول حافظِ علوم عقلیہ و نقلیہ، عمدۃ المحققین، قدوۃ السالکین، حضرت شاہ صاحب مد ظلہ العالی ——— السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

بعد سلامِ مسنون! واضح جنابِ عالی ہو عزیزم (مولانا) حافظ محمد عبد الجلیل علی احمد رضا اور ان کے ساتھی (مولانا) حافظ محمد منظور احمد (مولانا) سید مشتاق احمد شاہ صاحب کی کتاب کافیہ فعل کی بحث تک ہو گیا ہے۔ لہٰذا خیال ہے کہ اگر ہو سکے تو ان کی شرح جامی مولانا بالفضل اولینا استاذ العلماء مولوی محمد نواز صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے پاس شروع ہو۔ ابتداء سے مستقل طور پر اور کنز الدقائق بھی مولانا صاحب کے پاس یہ دونوں سبق ہوں۔ تیسرا سبق شرح تہذیب، چوتھا سبق اصول الشاشی، یہ آپ کے پاس ضرور ہوں۔

اگر آپ قبول فرماویں تو عزیزوں کو آپ کی خدمت میں بھیج دیا جاوے۔ مولیٰ کریم ہر حال میں بہتری فرماویں۔ عریضہ ہذا کے تحریری جوابِ باصواب سے مطلع فرماویں۔

ہمشیرہ صاحبہ اور بچوں کو پیار و دعائے برخورداری۔ سب برادرانِ اسلام کی خدمت میں سلامِ مسنون۔

اللہ جل شانہ بس ماسوی اللہ ہوس ——— دنیا یومِ چند۔ آخر کار با خداوند

راقم الحروف: ابو زبیر عبد المصطفیٰ محمد سعید سلیمانی رضوی

از: مانگٹ ضلع گجرات

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد نواز صاحب شیخ الجامعہ بھکھی شریف ضلع گجرات

بندہ نے جب اس کتاب (گوہر نور) کی تالیف کے سلسلہ میں عُلماءِ کرام سے رابطہ کیا تو سب سے پہلے حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ کے مخلص ترین رفیق اور اپنے استاذ مکرّم کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ آپ کمالِ شفقت سے اپنے مشاہدات بیان فرماتے رہے اور بندہ لکھتا رہا اس طرح یہ مضمون آپ کی خدمت میں پیش کر کے سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ (ظہور احمد جلالی)

سراجُ السّالکین زبدۃُ العارفین حافظ القرآن والحدیث علوم ومعارف کا خزینہ تھے اور آپ بھی اپنے اکابر کی طرح اخفا پسند فرماتے تھے اس لیئے ان کے کمالات رُوحانیہ کو صفحۂ قرطاس پر نہیں لایا جا سکتا۔ بہرحال آپ کے کچھ احوال و واقعات بیان کیئے دیتا ہُوں۔

شیخ کامل کی خدمت میں: آپ موضع حضور پُور (سرگودھا) میں حافظ اسماعیل صاحب متوفّی و حافظ غلام محی الدین صاحب سے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد کچھ عرصہ فارغ رہے۔ شیخ کامل کی جستجو پیدا ہُوئی تو بھائی امام دین درزی و برادرم سردار محمد مغل علیہما الرحمۃ کے ذریعہ حضرت سرکار کیلوی کا تعارف ہُوا کہ آپ ایک برگزیدۂ خدا شخصیّت ہیں (نیز آپ کو اس سلسلہ میں وقائع میں اشارات بھی ہو چکے تھے) اس طرح آپ ان دونوں حضرات کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دلی تسکین پائی۔ حضرت صاحب کی خدمت میں بیعت کی عرض کی تو آپ نے بکمالِ فرحت قبول فرما کر اس وقت ہی اسم اعظم کے علاوہ تمام اسباق نقشبندیہ ارشاد فرما دیئے۔ اور تحصیل علم کا حکم فرمایا۔

آغازِ تعلیم: شیخ کامل کے حکم کے مطابق آپ نے سنہ ۱۹۳۶ء میں تعلیم کا آغاز فرمایا۔ مانگٹ (گجرات) میں قانونچہ بھترال پڑھنے کے بعد آپ ڈنگہ مولوی نذر شاہ دیوبندی کے درس میں تشریف لیگئے وہاں نحو میر پڑھی۔

حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ سے میرا تعارف: فقیر کا سلسلہ بیعت سراج السالکین زبدۃ العارفین حضرت قبلہ سیّد نورالحسن شاہ صاحب قدس سرہٗ سے ہے اور حضرت حافظ الحدیث بھی اسی بارگاہ کے ایک درخشندہ ستارے ہیں۔ ہمارا بھی تعارف و رابطہ ہمارے

تعلقات خاصہ کا سبب بنا۔ جن میں روز افزوں ترقی ہوئی ۔ بندہ حضرت سرکار کیلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری دیتا اُن دنوں حضرت حافظ الحدیث ہر دوسرا یا تیسرا جمعہ حضرت کیلوی کے ہاں ادا فرماتے وہیں اکثر ملاقات ہوجاتی اس طرح ہم آپس میں متعارف بھی ہوگئے۔

میں نے اپنے ماموں جان حضرت صوفی باصفا مولٰنا محمد عالم[۱] صاحب سے قانونچہ پڑھا۔ حضرت شاہ صاحب بھی قانونچہ پڑھ چکے تھے اس لیئے مجھے حکم ہُوا کہ ڈنگہ میں مولوی نذر شاہ کے درس میں آپ کے پاس چلا جاؤں اور ان کے ساتھ ہی رہوں۔

ڈنگہ میں قیام: ڈنگہ میں قیام کے دوران ایک واقعہ پیش آیا کہ وہاں کے حفظ کے مدرس حافظ لال دین صاحب ہمارے ہم مجلس ہوگئے اور ہمارے ساتھ حضرت کیلیانوالہ شریف حاضر بھی ہُوئے۔

واپس پہنچے تو وہاں مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری احراری و مولوی اللہ داد دیوبندی آف ٹپیالہ ساہی نزد منگووال (گجرات) بیٹھے تھے۔ مولوی اللہ داد نے حافظ لال دین صاحب سے پُوچھا کہ کہاں گئے تھے۔ انہوں نے صاف صاف بتا دیا کہ حضرت کیلیانوالہ حاضر ہُوا تھا۔ مولوی اللہ داد نے کہا اسی لیئے چہرے پر نور آگیا ہے اس کے یہ الفاظ حقیقت پر مبنی تھے۔ کیونکہ آپ کی خدمت میں حاضری کا یہ اثر نمایاں ہوتا تھا کہ تازگیٔ ایمان کی وجہ سے چہرے کی رونق بڑھ جاتی تھی۔ مگر حافظ صاحب نے سمجھا کہ یہ مذاق کر رہا ہے اسلیئے ان کی آپس میں تلخ کلامی ہوگئی۔ نیز انہیں دنوں دورانِ سبق مولوی نذر شاہ دیوبندی نے کہا کہ بریلوی تو بس چوری کھانے والے مجنوں ہیں خون دینے والے مجنوں ہم ہیں۔ ہمارے عطاء اللہ صاحب جیل میں جاتے ہیں ان کا کون جیل میں جاتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ چُوری کھانے والے مجنوں تو تم ہو کہ جب چندہ ختم ہو جاتا ہے اور گھر میں کچھ نہیں رہتا تو جیل میں بھاگنے کی کرتے ہیں کہ لوگ ہمیں مظلوم سمجھ کر چندہ دیں اور ہمارے اہل و عیال کی خیر خواہی کے پیش نظر ہمارے گھر نذرانے بھیجیں ہاں جان دینے والے مجنوں اہل سُنّت (بریلوی) ہیں حضرت غازی علم دین شہیدؒ (متوفی لاہور ۱۹۲۹ء) کا تعلق اہلسنت سے تھا، غازی اللہ دتہ کنجاہی (کنجاہ، گجرات)۔ غازی مرید حسین صاحب (چکوال) کا تعلق کن سے تھا سب اہلسنت (بریلوی) ہی تھے دیوبند کو تو جانتے بھی نہ تھے۔ حضرت میاں غازی احمد دین صاحب دریائے شور میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہے ہیں

---

[۱] حضرت مولانا محمد عالم صاحب ایک متقی پارسا شخص تھے۔ جنیدِ زمان حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ آپ کے وصال کے بعد سرکار کیلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینے لگے سنہ میں آپ کا بھکھی شریف انتقال ہُوا۔ آپ کے تابوت کو حضرت کیلیانوالہ شریف لیجایا گیا۔ وہاں دفن کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے آپ کے آبائی گاؤں سوئیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ (فقیر جلالی)

اِس پر مولوی نذر شاہ بالکل صامت وساکت ہوگیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ ان دو واقعات کے بعد ہم وہاں سے واپس چلے آئے۔

میانہ گوندل میں قیام: بعد میں ہم اہلسنّت کے بزرگ عالم مولٰنا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ میانہ گوندل (گجرات) کے مدرسہ میں داخل ہوئے مدرسہ میں اُس وقت مولوی مرزا خاں جو کہ دیوبندی تھا اور تقیہ کرکے وہاں تدریس کررہا تھا۔ سے شرح مائۃ عامل ترکیب زنجیری سے پڑھی اور عبدالرسول بھی مکمّل کی۔

مولوی مرزا خاں اگرچہ اختلافی مسائل کو نہیں چھیڑتا تھا مگر درپردہ اپنے خبث باطنی کا اظہار کرتا رہتا تھا۔ اعراس مبارکہ اور میلاد شریف کے مواقع پر نفرت کا اظہار کرتا تھا طلباء کو چھٹی نہیں دیتا تھا۔

ایک موقع پر ہم نے شرقپور شریف عُرس کیلئے حاضر ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اس نے انکار کیا ہم انکار کے باوجود چلے گئے۔ نیز انہی دنوں بھیرہ میں غزالیٔ زماں علاّمہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ تقریر کیلئے تشریف لائے حضرت شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) مولوی غلام رسُول (آف آدھی) کو ساتھ لیکر جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک دیوبندی طالب علم نے علاّمہ کاظمی کی تقریر میں اپنی طرف سے تلبیسات کا اضافہ کرکے مولوی مرزا خاں کو سُنائی صبح دورانِ درس مولوی صاحب مذکور نے اس تقریر کا رد کیا تو شاہ صاحب قبلہ نے کہا کہ آپ علاّمہ کاظمی کی تقریر کا رد کر رہے ہیں انہوں نے اسطرح تقریر نہیں کی یہ کہہ کر آپ نے دوگھنٹہ کی تقریر پورے دو گھنٹے میں سنائی تو مولوی صاحب کو بڑی خفت ہُوئی اور اُس نے (دیوبندی طالب علم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا اس بے وقوف نے مجھے اور طرح بتایا تھا۔

اِس دوران ایک دیوبندی طالب علم نے علاّمہ کاظمی قدس سرّہٗ کے ایک نقطہ پر مذاق اڑایا کہ انہوں نے کہا ہے کہ خلفاء اربعہ کے اسماء میں عین آتی ہے حالانکہ ابوبکر میں عین نہیں بلکہ الف ہے تو مولوی مرزا خاں نے اسے خوب ڈانٹا کہ تم میں بات سمجھنے کی استعداد ہی نہیں اعتراض علاّمہ کاظمی پر کرتے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ ہے۔

لہ مولٰنا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ عالم دین اور گوشہ نشین صُوفی تھے۔ مولوی مرزا خاں دیوبندی تقیہ کرکے ان کے مدرسہ میں تدریس کرتا رہا اور اندرونِ خانہ مولٰنا کے خانوادے میں وہابیّت کا زہر چھڑک گیا لیکن بحمداللہ مولٰنا کے پوتے مولٰنا صاحبزادہ مشتاق احمد صدیقی نقشبندی ان کے مشرب پر قائم ہیں اور ان کی تعلیمات کی اشاعت کے لیئے کوشاں ہیں اور جامعہ محمدیہ بھکھی شریف سے گہرے روابط رکھتے ہیں اور حفظ القرآن کے مدرسہ کا انتظام چلا رہے ہیں۔ (ظہور جلالی)

اس طرح ہم وہاں سے بھی واپس آگئے۔

بعد میں حاصلانوالہ میں ہم نے استاذ العلماء حضرت مولانا سلطان احمد صاحب دامت برکاتہم سے کافیہ، قدوری ایساغوجی، مرقات، شرح تہذیب، کنز الدقائق، شرح جامی، اصول الشاشی ترجمہ قرآن اور قطبی دس ماہ میں پڑھیں۔ حکیم الامت مولانا مفتی محمد احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسمار عدد شرح جامی کے تین اسباق پڑھے۔

جامعہ کا سنگِ بنیاد: قبلۂ عالم سرکارِ کیلوی کے حکم سے شوال المکرم ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء کو بے سروسامانی کے عالم میں سفیدہ زمین[1] پر ایک کونہ میں مسجد کے لئے چبوترہ اور دو کچے کمروں سے مدرسہ کی بنیاد رکھی یہ یاد رہے کہ ہم خود زیر تعلیم تھے بڑی کتابیں پڑھتے اور درمیانی کتابیں پڑھاتے تھے۔

بہار اندر بہار آمد: جامعہ کے سنگِ بنیاد سے تین دن قبل (محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہٗ) حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ متوفی ۱۹۶۲ء اپنے دو تلامذہ حضرت مولانا الحاج محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام قادر صاحب ساکنان مانگٹ ضلع گجرات کو ملنے کے لئے اپنے آبائی گاؤں دیال گڑھ ضلع گورداسپور (بھارت) سے تشریف لائے جب منڈی بہاؤالدین گاڑی سے اُترے تو اُسی گاڑی سے حضرت شاہ صاحب قبلہ اُتر کر آرہے تھے حضرت صاحب سے بالکل پہلی ملاقات تھی مگر حضرت صاحب نے باطنی رابطہ کی بنا پر حضرت شاہ صاحب کو دیکھ کر فرمایا کہ حافظ سید جلال الدین صاحب آپ ہیں؟ عرض کی گئی جی ہاں۔ آپ کہاں سے آرہے ہیں تو حضرت صاحب نے فرمایا اب دیال گڑھ سے آرہا ہوں اس طرح حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ نے بھی آپ کو پہچان لیا اور آپ کو مانگٹ سے آئے۔ آپ نے مانگٹ، کدھر، بھکھی شریف اور ساہنا کے مقامات پر خطاب فرمایا۔ موضع ساہنا میں ایک دیوبندی مولوی اکثر مناظرہ کا چیلنج کرتا رہتا تھا کہ اگر کوئی سُنّی بات کرنا چاہتا ہے تو میرے سامنے آئے۔ چوہدری جہان خان ذیلدار ساکن ساہنا نے حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ سے عرض کی کہ وہاں جلسہ ہونا چاہیئے اس دیوبندی مولوی سے گفتگو بھی کرنی ہے۔ حضرت صاحب تشریف لے گئے جب حضرت محدث اعظم پاکستان تقریر فرما چکے تو چوہدری جہان خان نے مولوی دیوبندی کو بلایا کہ آؤ گفتگو کر لو مگر وہ کسی صورت میں بھی گفتگو کے لیئے تیار نہ ہوا۔

جب آپ مانگٹ تشریف لائے وضو کرنے کے لئے کھڑے تھے میں باہر سے آرہا تھا مجھے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا کیا آپ مولانا محمد نواز ہیں، یہ پہلی ملاقات تھی۔

---

[1] یہ جگہ حضرت حافظ الحدیث قبلہ کے قریبی رشتہ دار سید سلطان علی شاہ صاحب مشہدی نے مسجد و مدرسہ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ جزاہ اللہ خیراً۔

(فقیر جلالی)

مرکزِ التفات اولیاءُ

جامعہ کے ابتدائی سالوں میں قطبِ دوراں حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۷۷ھ نے مجددِ طریقت جنیدِ زماں حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خلفاء کا اجلاس طلب فرمایا جن میں حضرت سراج السالکین قبلۂ عالم سید نور الحسن شاہ کیلوی زبدۃ العارفین حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب حضرت کرمانوالہ شریف رئیس الاتقیاء حضرت میاں رحمت علی صاحب گھنگ شریف[1] بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ ان کو فرمایا کہ دیوبندیوں کا مقابلہ محض تقریروں سے نہیں ہو سکتا ہر ایک اپنے اپنے آستانے پر دینی مدرسہ قائم کرے سب نے وعدہ کیا حضرت قبلۂ عالم سرکار کیلوی نے کہا کہ میرا مدرسہ تو کام کر رہا ہے حاضرینِ محفل متحیر ہو گئے کہ حضرت کیلیانوالہ میں تو کوئی مدرسہ قائم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا مدرسہ بھکھی (شریف) میں ہے۔ اس پر حضرت ثانی لاثانی علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے تمام اولیاء کرام نے مِل کر جامعہ کی ترقی کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت سرکار کیلوی کی توجہ جامعہ کی طرف مبذول رہی جس کے مظاہر سے زبان زد خاص و عام ہیں چند واقعات بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱)۔ (مولانا سید نظام الدین شاہ صاحب (قاضی میرپور)

ایک دفعہ زمانہ طالب علمی میں کتاب رسائل منطق لے کر باہر چلے گئے کتاب کھیت میں رکھ کر چلے آئے اور بھول گئے اور چار دن بعد ایک شخص مستری لال دین کشمیری کتاب لے کر میرے پاس آیا۔ میں نے کہا یہ کتاب کہاں سے لی ہے اس نے بتایا کہ رات خواب میں ایک بزرگ تشریف لائے ہیں۔ مجھے مقام کی نشاندہی کی کہ فلاں جگہ کھیت میں ہماری کتاب پڑی ہے اسے اٹھا کر جامعہ میں پہنچا دو۔ ورنہ وہاں پانی لگنے والا ہے اور کتاب خراب ہو جائیگی میں نے ان کا حلیہ پوچھا تو اس نے جو حلیہ بیان کیا وہ حلیہ مبارک حضرت صاحب قبلہ کا تھا۔

(۲)۔ تقسیمِ ہند کے وقت غلہ بالکل ختم ہو گیا۔ گندم کی کٹائی میں ابھی کچھ وقت باقی تھا صرف ایک آدمی مولوی خان محمد تارڑ ساکن بھکھی معاونِ خصوصی جامعہ محمدیہ کا ایک بیگھہ گندم کٹائی کے قابل تھا۔ حضرت صاحب سرکار کیلوی قدس سرہٗ نے خواب میں انہیں فرمایا کہ ہمارے طلباء کیلئے آٹا ختم ہو چکا ہے لہٰذا اُن کے لئے گندم بھیجنے کا انتظام کریں۔

(۳)۔ اسی طرح ایک خود فراموش طالب علم ڈنگہ چک کے راستہ میں درخت پر کتاب رکھ کر آ گیا وہ بھی حضرت سرکار کیلوی قدس سرہٗ کے اشارہ پر منگوائی گئی

---

[1] حضرت قبلہ حاجی عبد الرحمٰن صاحب قصوری علیہ الرحمۃ

(۴)۔ تقسیم ہند کے دنوں دھماکوں اور لڑائی جھگڑے کے واقعات اکثر ہوتے رہتے تھے اور اس قسم کی افواہوں کی بازگشت بھی عام سنائی دیتی تھی کسی نے حضرت سرکار کیلوی کی خدمت میں کہا کہ دھماکا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا بھکھی میں تو نہیں ہوا۔ عرض کی جناب نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر خیر ہے۔

(۵)۔ بریلی شریف روانگی سے قبل ایک مدرس وامام کی اشد ضرورت تھی۔ روانگی سے ایک روز قبل حافظ رحمت علی صاحب گوندل الیانہ امام مسجد مائی صاحبہ کو ان کے مقتدیوں نے ناراض ہو کر امامت سے برطرف کر دیا۔ حافظ صاحب حضرت شاہ صاحب کے پاس آ گئے۔ آپ نے ان کا جامعہ میں تقرر فرمایا۔ جس دن آپ بریلی شریف سے واپس تشریف لائے تو انہی مقتدیوں نے آکر عرض کی کہ جناب ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہے لہٰذا ہمیں پھر وہی حافظ صاحب دے دیں۔

(۶)۔ قیام بریلی شریف کے دوران بھکھی شریف کے ایک طالب علم مولٰنا غلام رسول ملتانی نے حضرت صاحب سرکار کیلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ شاہ صاحب کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہمارے اسباق ٹھیک نہیں ہو رہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہیں رہیں۔ شاہ صاحب بریلی شریف سے واپس آئینگے تو بڑی برکت ہو گی۔

(۷)۔ مولٰنا سید حیدر علی شاہ صاحب[1] بیان کرتے ہیں (جو حضرت حافظ الحدیثؒ کے مرید اوّل ہیں) کہ بریلی شریف قیام کے دوران شاہ صاحب قبلہ بہت متفکّر رہتے کہ فسادات کی وجہ سے ہمارا دورۂ حدیث کہیں نامکمّل نہ رہ جائے پھر ایک دن ارشاد فرمایا کہ حضرت صاحب قبلہ رات خواب میں جلوہ فرما ہوئے ہیں اور میرے شانوں پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا کہ آپ دورۂ حدیث مکمّل کر کے پنجاب واپس آئیں گے۔ فکر کی ضرورت نہیں ذکر میں مشغول رہیں۔

(۸)۔ جامعہ کے ابتدائی سالوں میں حضرت کیلیانوالہ شریف حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کتنے طلباء ہیں عرض کی پچیس تیس ہیں۔ فرمایا یہ تو بہت تھوڑے ہیں کم از کم دو ڈھائی سو ہونے چاہئیں[2]۔ آپ کے فرمان کے بعد طلباء کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا اور پورے ملک سے علم کی پیاس رکھنے والے طلباء کھچے چلے آئے۔

چنانچہ اسی حقیقت پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت سرکار کیلوی کی کتاب "الانسان فی القرآن" کے قدیم

---

[1] مولٰنا حیدر علیشاہ صاحب آپ کی خدمت کیلئے بریلی شریف ساتھ گئے ہوئے تھے۔ [2] الحمد للہ حضرت صاحب قبلہ کی توجہ کا صدقہ ان سالوں میں جامعہ کے مختلف شعبوں میں ۳۵۰ کے قریب طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں اور جامعہ صاحبزادہ سید محمد محفوظ مشہدی مہتمم اور مناظر اسلام مولانا قاری سید محمد عرفان مشہدی ناظم اعلیٰ کے زیر نگرانی ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ (فقیر جلالی)

نسخہ کے دیباچہ میں حضرت صاحب قبلہ کے مریدِ خاص سید منیر حسین شاہ صاحب جوکالوی منوفی سے رقمطراز ہیں کہ

مدرسہ بھکھی (شریف) شاہ صاحب ایسے نامور عالم بننا آپ کی توجہ پاک ہی کا نتیجہ ہے۔ یہاں سے تمام علمار خالص اہل سنت بنکر تبلیغ کے لئے ہر سال کافی تعداد میں (فارغ التحصیل ہوکر) مستفید فرمارہے ہیں۔ یہ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اظہر من الشمس کرامت ہے۔

دیباچہ الانسان فی القرآن قدیمی ص۱۱

ایک مجذوب سے ملاقات: بٹالہ شریف قیام کے دوران مولٰنا رشید احمد صاحب سے ہم نے صدرا اور مختصر المعانی شروع کیے وُہ کہنے لگے آپ کہیں اور چلے جائیں مجھ سے مطالعہ نہیں ہوتا۔ اور تم بغیر مطالعہ کے چلنے نہیں دیتے ہم وہاں سے اسی یاس کے عالم میں ویرکا اسٹیشن پہنچے ہمیں پتہ چلا کہ شہر سے دو میل باہر گورداسپور روڈ پر نہر کے کنارے ایک بزرگ تشریف فرما ہیں ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک نیک بندے کی خدمت میں حاضری دینی ہے کوئی تحفہ ہونا چاہیئے۔ ہم لوکاٹ لے کر حاضر خدمت ہوئے عجیب بزرگ تھے۔ بارہ سال سے ایک شیشم کے درخت کے نیچے رہ رہے تھے ایک کرتہ پہنا ہوا تھا۔ جب پھٹ جاتا اسی پر پیوند لگا لیتے کسی سے کوئی تحفہ، ہدیہ قبول نہ فرماتے صرف ایک مائی صاحبہ کے گھر سے چوبیس گھنٹے بعد کھانا آتا وہ تناول فرماتے بظاہر مجذوب معلوم ہوتے تھے ہم بوقتِ عصر پہنچے۔ تحفہ پیش کیا۔ فرمانے لگے آپ طالب علم ہیں اسلیئے خود ہی کھالیں ہم نے دعا کی درخواست کی آپ نے بہت لمبی دعا فرمائی پہلے عربی پھر فارسی پھر اردو اور پھر کسی اَور زبان میں دعا فرمائی ہم نے کہا کہ دعا فرمادیں کہ کوئی ماہر اُستاد مل جائیں تو انہوں نے حضرت کیلیا نوالہ شریف کی طرف اشارہ کرکے فرمایا،

"جن کے آپ ہیں وہ آپ کو ضائع نہیں ہونے دیں گے"

امرتسر میں قیام: ہم ان مجذوب صاحب سے ملاقات کے بعد امرتسر پہنچے تو آپ کی دعا کی قبولیت کا اثر دیکھ لیا (امرتسر کی مشہور ترین) مسجد خیر دین میں ہمارا قیام ہُوا وہاں ہم مسلم الثبوت اور مختصر المعانی پڑھتے پھر ایک میل فاصلہ پر (علامہ نور بخش توکّلی علیہ الرحمۃ کی) مسجد نور میں مولٰنا عبد الرحمٰن صاحب سے رسالہ قطبیہ پڑھتے پھر دو میل سفر طے کرکے مولٰنا جان محمد صاحب علیہ الرحمۃ سے کشمیریوں والی مسجد میں جاکر میرزاہد پڑھتے اس طرح ہم نے ساڑھے چار ماہ تک امرتسر میں قیام کے دوران منطق کی کافی کتابیں پڑھ لیں مولوی محمد حسن دیوبندی بانی جامعہ اشرفیہ لاہور اُن دنوں مسجد خیر دین میں تقیہ کرکے بنا ہوا تھا ہمیں دیکھ کر پوچھنے لگا کہ آپ کس کے مرید ہیں ہم نے بتایا کہ جنید زماں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے خلیفہ اکمل

حضرت سیّد نورالحسن شاہ بُخاری علیہ الرّحمۃ سے ہمارا تعلّق ہے اُن نے بتایا کہ یہاں بہت دفعہ حضرت میاں شرقپوری کا دیدار نصیب ہُوا ہے اگر کسی نے صحیح اللہ کا نیک بندہ دیکھنا ہو تو حضرت میاں صاحب کو دیکھے آپ انتہائی باکمال شخص تھے مولوی محمد حسن طلباءُ کو پند و نصائح کے وقت حضرت شاہ صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتا تھا کہ کسی نے طالب علمی سیکھنی ہو تو ان کی مجلس اختیار کرے ۔

بھکھی شریف واپسی

ہم امرتسر ساڑھے چار ماہ گزار کر چھٹیوں میں واپس آئے تو ہمیں مولنا رشید احمد صاحب علیہ الرحمۃ چھنی گا ہنا والے تدریس کے لئے مل گئے اس طرح ہم نے بھکھی شریف رہ کر درس نظامی کی تکمیل کی ۔

بریلی شریف حاضری

حضرت شاہ صاحب کا خیال تھا کہ جامعہ میں متبادل انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اس سال بریلی شریف حاضر نہیں ہوں گے مگر حضرت سرکار کیلوی قدس سرہٗ نے حکماً فرمایا کہ اس سال ۱۹۴۶ء کو ہی جانا ہے پیچھے کی فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے ۔ کیونکہ آپ فراست مومنانہ سے دیکھ رہے تھے کہ آئندہ تقسیم ملک ہو جانے پر بریلی شریف حاضری مشکل ہو جائے گی لہٰذا حکم ہُوا کہ سامان لے کر مکان شریف میں قیوم زماں حضرت حاجی شاہ حسین و امام الاولیاء حضرت سیّد امام علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے عرس مُبارک (منعقدہ ۱۳ شوال ۱۳۶۶ھ) میں پہنچ جانا میں وہیں سے بریلی شریف رخصت کر دونگا ہم مکان شریف حاضر ہوئے وہاں دیوبندی احراری خطیب عطاء اللہ[1] شاہ بخاری بھی آیا ہوا تھا اور سجادہ نشین سیّد محفوظ حسین کی بیٹھک میں ٹھہرا ہُوا تھا ۔

---

[1] یہ دیوبندیوں کی منافقانہ روش کا ایک حصّہ ہے کہ جب انہوں نے سوچا کہ مشائخ اہلسنّت کو اپنے ساتھ ملایا جائے تاکہ علماء بریلی خیرآباد، رامپور، بدایون اور مراد آباد کی دیوبندیوں کی کفریہ عبارات پر گرفت کو عوام اہلسنّت میں کمزور کیا جا سکے اس سلسلہ میں عبیداللہ سندھی نے اپنے وقت میں اندرون سندھ کئی خانقاہوں کے سجادہ نشینوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی (تفصیل کے لئے دیکھئے خطبات و مقالات عبیداللہ سندھی مطبوعہ سندھ ساگر اکیڈمی) عطاء اللہ بخاری پنجاب کی معروف درگاہوں کے سجادہ نشینوں کو دام تزویر میں پھانسنے کی کوشش کرتا رہا اور مشائخ کی انگریز دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہُوئے احرار کے پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کی ۔ ایسے مشائخ میں مکان شریف کے سجادہ نشین میر مظہر قیوم صاحب سرفہرست ہیں ۔ عطاء اللہ بخاری سے میل جول اور تعلقات اور قیوم زمانہ حضرت سیّد امام علی شاہ و حضرت سید میر محمد صادق علیشاہ صاحب کی تعلیمات سے اغماض برتنے کی وجہ سے نقصان یہ ہُوا کہ میر مظہر قیوم صاحب نے اپنے صاحبزادہ محفوظ حسین شاہ کو بریلی خیرآباد یا اجمیر شریف بھیجنے کی بجائے دیوبند بھیج دیا ۔ اعلحضرت شرقپوری قدس سرہٗ کی کوششوں سے میر مظہر قیوم صاحب احرار سے علیحدہ ہو گئے اور اس عملی تقصیر سے رجوع کر لیا ۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

حضرت صاحب خلافِ معمول ہمراہیوں کے ساتھ اس بیٹھک میں تشریف لے گئے۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ رقعہ سید منیر شاہ صاحب جوکالوی نے پڑھ کر سُنایا جو حسین علی واں بچھروی کے مُرید مولوی نذر شاہ آف جوکالیاں (گجرات) نے سجادہ نشین کے نام لکھا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ شاہ صاحب کیلوی کی وجہ سے جوکالیاں اور اس کے گرد و نواح کے لوگ میرے خلاف ہو گئے ہیں۔
اگر آپ (محفوظ حسین صاحب) اُن کی خدمت میں عرض کریں کہ وُہ علاقہ کے لوگوں کو سمجھائیں۔ اس طرح میری مخالفت دُور ہوسکتی ہے۔

(بقیہ صنہ سے آگے): لیکن سید محفوظ حسین دیوبند کے اثرات سے بچ نہ سکا نتیجتاً اپنے اسٹیج پر احسان احمد شجاع آبادی عطاء اللہ شاہ بخاری کو بلانا شروع کر دیا۔ شرقپور شریف اور حضرت کرمانوالہ شریف گھنگ شریف کے آستانوں سے اور بالخصوص حضرت قبلہ سید نورالحسن شاہ بخاری قدس سرہٗ اس کے تدارک کے لئے کوشاں رہے۔
مذکورہ بالا مناظرہ اسی تدارک کی ایک کڑی ہے۔ حضرت سرکار کیلوی کی مساعی جمیلہ سے اور آپ کی صحبت کے اثر اور چند مواقع پر حضرت صاحب قبلہ سے علمی گفتگو میں لاجواب ہونے کی وجہ سے اس کی کافی حد تک اصلاح ہو گئی اور تعلق ارادت بنالیا۔
تقسیم ملک کے بعد مکان شریف کا خانوادہ چک بھلیر متصل سانگلہ ہل آباد ہوگیا اور یہیں عُرس کی محفل منعقد ہونے لگی صحت کے دنوں میں حضرت صاحب کیلوی قدس سرہٗ احباب سمیت عرس میں تشریف لے جاتے رہے آپ کی موجودگی میں کوئی دیوبندی شریک نہیں ہوا۔ آپ کے انتقال کے بعد بھلیر کے عرس میں حضرت صاحب کے طریقہ کے مطابق اکثر مریدین و متعلقین شامل تھے جس میں حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ مع حافظ محمد سعید علی پورچٹھہ و مولانا ظہور احمد سیروی شریک ہوئے محفوظ حسین شاہ نے پھر سے دیوبندی مولویوں کو بلانا شروع کر لیا۔
اور حضرت صاحب کے بعد پہلے ہی عرس میں مشہور احراری خطیب قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو بھلیر بلا کر تقریر کروائی۔ دوران تقریر کسی نے نعرۂ رسالت بلند کیا حاضرین نے باآواز بلند یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا۔ قاضی احسان احمد بگڑ گیا محفوظ حسین شاہ نے مائک پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ نعرۂ رسالت لگانے والے آئندہ ہمارے عرس میں شریک نہ ہوں۔ اس اعلان سے مولانا ظہور احمد سیروی اور حافظ سعید علی پوری سخت برہم ہوئے اور انہوں نے اپنے استاد اور مربی حضرت حافظ الحدیث کی خدمت میں احتجاج کے ساتھ عرض کی کہ آپ سجادہ نشین حضرت کیلیا نوالہ شریف کے ساتھ بات کریں کہ آئندہ وہ بھلیر عرس پر جانے کے لئے اعلان نہ کیا کریں کیونکہ حضرت صاحب کے انتقال کے بعد یہ شخص اپنے مسلک و عقیدہ سے برگشتہ ہوگیا ہے۔ حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ نے صاحبزادہ سید باقر علی شاہ صاحب سے فیصلہ کُن انداز

(باقی صنہ پر)

یہ سُنکر حضرت صاحب کیلوی نے سید محفوظ حسین کو فرمایا کہ نذر شاہ مولوی حسین علی واں بھچروی کا مُرید ہے اور ان کے عقائد بڑے خراب ہیں لہٰذا آپ ان کے متعلق کچھ نہ کہیں۔

یہی واقعہ عطاء اللہ شاہ سے بالمشافہ گفتگو کا بہانہ بن گیا۔ بخاری احراری کہنے لگا کہ وُہ (حسین علی) دس فٹ کا آدمی ہے لوگوں کو فی سبیل اللہ علم پڑھاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہاں یہ درست ہے کہ وُہ علم غیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل نہیں اور وُہ اس مسئلہ میں حق پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تعریف میں فرمایا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ

بقیہ صفحہ سے آگے: میں کہا کہ آئندہ آپ ہمیں ٹھلیبر عُرس کے لئے نہیں کہیں گے آپ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے وہاں جانے آنے سے اس کی اصلاح ہوسکتی ہے تو آپ اپنے طور پر کوشش کریں۔ صاحبزادہ سید باقر علی شاہ صاحب ابتدائی طور پر محفوظ حسین شاہ کو سرکار کیلوی کا مُرید سمجھتے ہُوئے کوشش کرتے رہے لیکن محفوظ حسین شاہ کی علمی برتری اور سیاسی بصیرت کے آگے نہ ٹھہر سکے۔ سید محفوظ حسین شاہ نے آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف پر رشتہ داریاں قائم کیں اور اپنے اثر و رسوخ کو بڑھا کر اپنے فرقہ وارانہ اثرات کو ظاہر کرنا شروع کیا حضرت صاحبزادہ پیر سید عثمان علی شاہ علیہ الرحمۃ حضرت کرمانوالہ شریف کے بیان کے مطابق محفوظ حسین شاہ نے یہ نظریہ بھی بیان کیا۔ کہ یزید خلیفہ برحق ہے اور امام حسین باغی ہیں معاذ اللہ۔ سید باقر علی شاہ صاحب نے حضرت حافظ الحدیث کے سامنے خود بیان کیا کہ محفوظ حسین کی یہ باتیں بڑی عجیب ہیں کہ وُہ کہتا ہے کہ حافظ محمد سعید اور جناب عظمت علیشاہ کو میرے پاس بھیجو تاکہ اُن کی کچھ اصلاح ہو جائے۔ یہ بھی کہا کہ باقر علی شاہ، جعفر علی شاہ، عظمت علی، عصمت علی ناموں سے تشیع کی بُو آتی ہے نیز کہتا ہے کہ مجھے اس بات کا قلق ہے کہ میں حضرت صاحب سے یہ نہ پوچھ سکا کہ آپ فجر کی نماز کے بعد بآواز بلند درود شریف کیوں پڑھتے ہیں۔ اور انجام کار شیخ المشائخ پیر طریقت حضرت میاں خورشید عالم صاحب علیہ الرحمۃ کو ناراض کر کے خلاف معمول ختم کی دُعا اور نماز ظہر کی امامت محفوظ حسین شاہ کے سپرد کر دی گئی یہ ساری صورتحال حضرت سرکار کیلوی قدس سرہٗ کے حقیقی جانشین اور آپ کی سیرت کے عکس جمیل اور آپ کی تعلیمات کے نگہبان اور آپ کے فیوض و برکات کے قاسم حضرت حافظ الحدیث قبلہ علیہ الرحمۃ کیلئے باعث اضطراب تھی آپ نے مثبت طریقہ سے اپنے شیخ زادے کو اس فتنہ سے بچانے کی مقدور بھر کوشش کی جس کی پاداش میں آستانہ عالیہ پر حضرت کے حاسدین کا ایک گروہ جمع ہوگیا جن کی طرف سے کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا نیز ایک دو مواقع پر محفوظ حسین شاہ سے علمی مباحثہ بھی ہوا لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا مگر اس کے باوجود بھی آپ مسلسل اصلاح کی کوشش فرماتے رہے اور لہجہ میں شدت نہ آنے دی۔ سید محفوظ حسین شاہ کو حضرت کیلیانوالہ شریف کے حلقوں میں اس کی وہابیت کی وجہ سے اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا کیونکہ حضرت حافظ الحدیث قبلہ نے اس کی وہابیت کو کافی حد تک بے نقاب کر دیا تھا لیکن صاحبزادہ سید باقر علی شاہ صاحب رشتہ داری کی بنا پر ابھی انکے

(باقی اگلے صفحہ پر)

عطاء اللہ بخاری نے چیلنج کرنے کے انداز میں کہا کہ اس کے متعلق میری آپ سے بات چیت ہوگی حضرت صاحب قبلہ نے چیلنج قبول کرنے کے انداز میں فرمایا کہ ابھی کر لیتے ہیں چنانچہ گفتگو شروع ہوگئی۔
حضرت صاحب قبلہ کیلوی نے آیہ مبارکہ
یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا کی بڑی بسط سے تشریح فرمائی چنانچہ عصر سے شام اور شام سے عشاء تک مناظرانہ گفتگو ہوتی رہی - اس کی پوری تشریح حضرت صاحب کیلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الانسان فی القرآن میں شاھد اور سراجاً منیراً کے عنوان کے تحت درج ہے شائقین حضرات وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

صلا سے آگے : مداح تھے مگر حضرت حافظ الحدیث کی گرفت پر خاموش رہتے تھے اور کسی ردّ عمل کا اظہار بھی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی سید محفوظ حسین شاہ کی کھلی حمایت کرتے تھے اسی دوران ۱۹۷۷ء کے انتخابات آگئے (جمعیت العلماء پاکستان نے بھٹو کے خلاف قائد اہلسنّت مولانا شاہ احمد نورانی اور مجاہد اہلسنّت مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں بیمثال کام کیا تھا اور اہلسنّت وجماعت کو سوشلزم کے نقصانات سے پوری طرح آگاہ کر کے قوم کو مقابلہ کے لئے تیار کر دیا تھا۔
اور حضرت حافظ الحدیث عملی طور پر جمعیت العلماء پاکستان کی نہ صرف حمایت کرتے رہے بلکہ ۱۹۷۱ء تک ضلعی صدر بعد میں مرکزی مجلس عاملہ کے ممبر کی حیثیت سے ۱۹۷۴ء تک کام کیا تھا بعد میں خرابی صحت کی بنا پر اپنے صاحبزادگان بالخصوص صاحبزادہ سید محمد محفوظ مشہدی کو جمعیت علماء پاکستان کے لئے وقف کر دیا تھا)
صاحبزادہ سید باقر علی شاہ پیپلز پارٹی کے دورِ اقتدار میں اپنے صاحبزادہ عصمت علی شاہ کو تحصیلدار بنوانے کے چکر میں پیپلز پارٹی کی حمایت کرتے رہے اب معرکہ انتخابات میں پوری طرح پارٹی کے پرچم اٹھا کر چلنے لگے اہل سنّت کے اجتماعی فیصلہ کو نظر انداز کرتے ہوئے سوشلزم کی حمایت میں میدان میں نکل آئے پیپلز پارٹی علی پور چھٹہ کے جلسہ میں صاحبزادہ باقر علی شاہ صاحب کے بڑے صاحبزادے سید عظمت علی شاہ نے علماء کے خلاف دشنام طرازی کی اور ڈاڑھی کی توہین کی اور مزید زیادتی یہ کی کہ تحصیل پھالیہ میں کٹھیالہ شیخاں قادر آباد میانوال میں پیپلز پارٹی کے انتخابی جلسوں میں حضرت حافظ الحدیث کا نام لے کر تنقید کی - انتخابی امیدوار صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم صاحب کی انتخابی مہم کو متاثر کرنے کی بزعم خویش کوشش کی. جامعہ محمدیہ کے فارغ التحصیل علماء کرام خصوصاً تحصیل پھالیہ میں رہنے والے سجادہ نشین سید باقر علیشاہ کے اس رویہ سے انتہائی جذباتی ہوگئے ان میں جو حضرات صاحبزادہ سید باقر علیشاہ سے بیعت تھے اپنی بیعت توڑ کر حضرت حافظ الحدیث سے وابستہ ہوگئے

ان واقعات سے صاحبزادہ باقر علی شاہ صاحب حضرت حافظ الحدیث سے نالاں ہوگئے. سید محفوظ حسین اور اس کے ساتھیوں کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ حضرت حافظ الحدیث کو آستانہ عالیہ سے عقیدت نہیں رہی اور وہ صاحبزادہ باقر علیشاہ کو بدنام کر رہے ہیں اس دوران مولانا محمد سعید صاحب فاضل جامعہ بھکھی شریف خطیب حضرت داتا صاحب نے یہ خبر حضرت حافظ الحدیث تک پہنچائی کہ حج پر جانے سے قبل جب میں

(باقی صہ پر)

حضرت صاحب کیلوی کی گفتگو کے دوران عطاء اللہ بخاری پہلے کچھ عذر سات کرتا رہا لیکن آہستہ آہستہ خاموش ہوگیا بالآخر حضرت کے دلائل قاہرہ اور روحانی تصرف کی وجہ سے اسے تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہ رہا اور اپنی زبان سے اقرار کیا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ذرہ ذرہ کا علم ہے۔

حضرت صاحب قبلہ نے ناصحانہ انداز میں فرمایا کہ اس حقیقت کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیں۔

ہمارا شریف حاضری کے لیے آیا تو سجادہ نشین صاحب نے کہا آپ حج پر جا رہے ہیں تو وہاں نجدی ائمہ کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کی بے ادبی سے بچنا کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے اشارہ فرمایا کہ آؤ نماز پڑھیں اور حضور علیہ السلام مسجد نبوی شریف کی طرف جا رہے ہیں اور میں نے دیکھا کہ ایک طرف سے میاں غلام احمد شرقپوری جا رہے ہیں مگر انہیں حضور علیہ السلام کا علم نہیں ہوا میرا دل چاہتا تھا کہ میاں صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں مگر ادب کی وجہ سے جرأت نہ کر سکا حضور علیہ السلام کا مسجد نبوی شریف کی طرف اشارہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) ان نجدی اماموں سے خوش ہیں مولانا محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ دینی معاملات میں بڑی گہری نظر رکھتے تھے اور حضرت صاحب کیلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی مرید تھے) نے سجادہ نشین کی اس بات کا کوئی اثر نہیں لیا اور امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی اور شیخ کامل سراج السالکین حضرت قبلہ سید نورالحسن شاہ صاحب اور اپنے استاد کامل ومربی حضرت حافظ الحدیث قدست اسرارہم کی تعلیمات کے مطابق حج کے موقع پر نجدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھی بلکہ سوز وگداز کے ساتھ مقامات مقدسہ

پر سجادہ نشین کے عقائد کی اصلاح کے لئے دعائیں مانگتے رہے حج سے واپسی پر مولانا بھکھی شریف حاضر ہوئے اور خواب والا معاملہ اور سجادہ نشین کے موقف سے حضرت حافظ الحدیث قدس سرہ کو آگاہ کیا اور بڑی دلسوزی سے یہ عرض کی کہ آپ کے ہوتے ہوئے ہمارا آستانہ نجدیوں کی لپیٹ میں آگیا ہے اب اگر آپ سینکڑوں علماء اور ہزاروں متوسلین کی راہنمائی نہ فرمائیں گے تو ہمارا کیا بنے گا لہٰذا آپ نے مسئلہ کی نزاکت کا پورا احساس رکھتے ہوئے سجادہ نشین صاحب سے ملاقات کرکے انہیں کہا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس طرح میرے ذمہ ڈیوٹی لگا گئے ہیں اس کے مطابق آج تک میں نے اخلاص کے ساتھ حتی الامکان آستانہ کی ترویج اور

سرکار کیلوی کے مشرب کے تحفظ کے لئے دینی اور شرعی امور میں آپ کی رہنمائی کی ہے یہ معاملہ عقیدے کا ہے۔ اور بڑا حساس ہے خواب میں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو تو وہ حضور علیہ السلام ہی کی زیارت ہوتی ہے لیکن جو اشارہ آپ نے سمجھا ہے اس میں آپ کی قوت متخیلہ کا دخل ہے کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے خلاف شریعت صدور حکم محال ہے چونکہ آستانہ سے وابستہ چند علماء اور کچھ بے علم درباری حضرات سجادہ نشین صاحب کو برابر یہ تاثر دے رہے تھے کہ حضرت شاہ صاحب کے دل میں آپ کا احترام نہیں رہا اور مسئلہ کی آڑ میں آپ کی شخصیت کو دبانا چاہتے ہیں۔ در خواب بیان کرنے کے باعث تمام مریدین میں جو خوش

(باقی صفحہ پر)

اس مناظرہ میں میرے اور حضرت حافظ الحدیث کے علاوہ بیسیوں برادرانِ طریقت موجود تھے۔
مجھے اجازت عنایت کرتے وقت آپ یہ شعر ارشاد فرماتے ؎

علم گر بر تن زنی نارت کند
علم گر بر دل زنی نورت کند

عقیدگی پیدا ہو رہی ہے ختم کرنا چاہتے ہیں ورنہ آپ کی خواب کیسے غلط ہو سکتی ہے۔ اس پس منظر میں حضرت سجادہ نشین پیر حضرت حافظ الحدیث کی اس مخلصانہ کوشش کا کوئی اثر نہ ہوا اور اپنی انا کا مسئلہ بناتے ہوئے کہا کہ آپ کسی دن آجائیں اور میرے علماء کیساتھ میری خواب کے مسئلہ میں گفتگو کریں اور ہمارے خواب کی تعبیر و تشریح صرف اور صرف مکتوبات اما. ربانی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کریں اور کوئی دلیل قابلِ قبول نہیں ہوگی لہٰذا تاریخ مقرر ہوگئی۔
مسجد اور دربار شریف سے متصل کمرہ میں مقررہ تاریخ پر جامعہ محمدیہ کے فضلاء اور آستانہ سے متوسلین تقریباً تیس علماً کی موجودگی میں بیس منٹ تک مناظرہ جاری رہا پیر سید باقر علی شاہ کی طرف سے حافظ محمد سعید علی پوری نے گفتگو کی مولنا محمد سعید احمد خطیب داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی بڑی خواہش تھی کہ مجھے موقع دیا جائے کہ میں گفتگو کروں کیونکہ حضرت حافظ الحدیث قبلہ کا شاگرد ہے ور اس سے گفتگو کرنا آپ کے شایانِ شان نہیں مگر آپ نے فرمایا کہ آپ بیمار بھی ہیں اور سجادہ نشین صاحب کی موجودگی میں کھل کر بات بھی نہیں کر سکیں گے یہ عقیدہ اور ایمان کا مسئلہ ہے عملی خرابی نہیں اس لیئے اس معاملہ میں ہم ایک بال برابر بھی لچک پیدا نہیں کر سکتے آپ نے دوران گفتگو مکتوبات امام ربانی رضی اللہ عنہ کی یہ عبارت پڑھ کر سنائی۔

بعضی در منامات حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی می بیند و بعضی احکام را اخذ می کنند کہ فی الحقیقۃ خلاف آں احکام متحقق است دریں صورت القائے شیطانی متصور نیست کہ مختار علماء عدم تمثلِ شیطان است بصورت خیر البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بہر صورتیکہ باشد۔ دریں صورت نیست الا تصرّفِ متخیلہ کہ غیر واقع را واقع دانانیدہ است۔

بعض لوگ خواب میں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کو دیکھتے ہیں اور بعض احکام حاصل کرتے ہیں جبکہ فی الحقیقۃ ان احکام کا خلاف ثابت ہے اس صورت میں القائے شیطانی متصور نہیں کیونکہ علماء کا مختار یہی ہے کہ شیطان حضور خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ بہرصورت یہاں صورت متخیلہ ہی کا دخل ہے کہ غیر واقع ہو وقوع پذیر جان لیا ہے۔
(مکتوبات امام ربانی ص ۱۰۹ ج ۲ مکتوب ۱۰۷)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

چوں غلام آفتابم ہم ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اس پر محفل میں سکوت طاری ہوگیا اور مناظرانہ گفتگو ختم ہوگئی باوجود احقاق حق اور ابطال باطل کے معاملات سلجھنے کی بجائے اور زیادہ اُلجھ گئے اور محفوظ حسین شاہ اور اس کے ہمنواؤں اور ہر طرح من مانی کا موقع مل گیا اور بڑے منظم طریقہ سے حاسدین نے یلغار کر دی۔

(صٓ سے آگے) کہ شاہ صاحب پیر بننا چاہتے ہیں حالانکہ حضرت صاحب کیلوی کے خلیفہ نہیں ہیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر مولنا غلام قادر صاحب (مانگٹ) اور چند دیگر مخلص احباب نے سمجھوتہ کرانے کی کوشش کی اور صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم صاحب مشہدی و صاحبزادہ سید محمد محفوظ صاحب مشہدی کو ساتھ لے کر حضرت کیلیانوالہ شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ سید محمد باقر علی شاہ صاحب سے بات چیت ہوئی انہوں نے کہا کہ مجھے صرف اس بات کی کوفت ہے کہ شاہ صاحب اپنے آپ کو حضرت صاحب کا خلیفہ کہتے ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب کے چہلم پر خود ہی اعلان کروایا تھا کہ حضرت صاحب نے ظاہری طور پر کسی کو خلافت نہیں دی اس پر صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم صاحب نے کہا کہ حضرت حافظ الحدیث اب بھی اس اعلان کی روشنی میں حضرت صاحب کیلوی کی خلافت کے دعویدار نہیں حالانکہ اس اعلان کی ضرورت بھی اس لئے پڑی تھی کہ محفوظ حسین شاہ جو پہلے ہی مکان شریف کا گدی نشین ہونے کی وجہ سے پیر مشہور ہے اور اس قسم کا کوئی دوسرا بدعقیدہ بھی خلافت کا دعویٰ نہ کر سکے حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ حضرت محدث اعظم پاکستان حضرت پیر سید چراغ علیشاہ صاحب و حضرت مولنا حبیب اللہ صاحب تو گلی گجراتی اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہم الرحمۃ کے خلیفہ ہیں۔ مزید کہا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھکھی شریف والے مدرسہ کو اپنا مدرسہ کہتے تھے اور آپ اس مدرسہ کی مخالفت کرتے ہیں اور بعض مولویوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے سالانہ مالی امداد دیکر کہتے ہیں کہ ہمارے یہ مدارس ہیں اس پر صاحبزادہ باقر علی شاہ نے کہا کہ عرس محرم کی محفل میں آپ بھی اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیں اور ہم بھی مدرسہ کی تائید کا اعلان کر دینگے۔ اس کے بعد میں خواب والے واقعہ سے رجوع کر لوں گا اس پر حضرت حافظ الحدیث سے مشورہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ صاحبزادہ باقر علیشاہ نجدیوں کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں تو ہم ہر طرح ان کو خوش رکھنے کے لئے تیار ہیں لہٰذا دس محرم کو حضرت کیلیانوالہ شریف عرس کے موقع پر صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم صاحب نے تحریر پڑھ کر سنائی جس میں واضح طور پر کہا کہ حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی خلافت کے دعویدار نہیں ہیں اور صاحبزادہ عظمت علی شاہ نے کھل کر اعلان کیا کہ ہمارا مدرسہ بھکھی شریف والا ہے۔ اس اعلان کے باوجود صاحبزادہ باقر علی شاہ نے نجدیوں کی امامت والے معاملہ سے رجوع نہ کیا۔ نیز صاحبزادہ محمد عبد الجلیل صاحب ساکن مانگٹ بیان کرتے ہیں کہ میری موجودگی میں صاحبزادہ عظمت علی شاہ صاحب نے صاحبزادہ محمد محفوظ شاہ صاحب سے بھی یہی بات کی تو صاحبزادہ محمد محفوظ صاحب نے کہا کہ آپ جب بھکھی شریف پڑھتے تھے کیا اُس وقت لوگوں کو حضرت حافظ الحدیث (قدس سرہٗ) کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے آپ نہیں دیکھتے تھے؟ اس پر صاحبزادہ عظمت علی شاہ صاحب نے کھسیانے انداز میں جواب دیا کہ اس وقت تھوڑے لوگ بیعت ہوتے ہیں اور اب زیادہ ہوتے ہیں باوجود اس اعلان کے صاحبزادہ سید باقر علیشاہ صاحب نے نجدیوں کی اقتداء میں نماز والے مسئلہ سے رجوع نہ کیا اور خواب کو ہی

(باقی اگلے صفحہ پر)

حضرت شاہ صاحب کو رخصت فرماتے ہوئے فرمایا کرتے ؎

ہر کہ کارش از برائے حق بود!
کار او پیوستہ بارونق بود!

(صفحہ سے آگے): اپنے عقیدہ کی بنیاد بنائے رکھا۔ یہ پروپیگنڈہ صرف محفلوں میں ہی نہیں کیا گیا بلکہ عرس شریف کے اجتماعات میں اس موضوع پر تقاریر بھی کروائی گئیں اور خواب کے دفاع میں دلائل کی بجائے ہر سال عرس پر یہ شعر سنایا جاتا رہا ؎

ناوک نے تیرے صید، نہ چھوڑا کوئی زمانے میں ٭ تڑپے ہیں مرغ قبلہ نما آشیانے میں!!

اس طرح جہاں اہلسنت میں افتراق و انتشار پھیلایا گیا اور بدمزگی پیدا کی گئی وہاں حضرت صاحب قدس سرہٗ کے عرس کے تقدس کو بھی پامال کیا گیا اور حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ اور ان کے عقیدت مندوں کو دربار شریف حاضری سے روکا گیا اس طرح جامعہ کے علماء نے بھی جوابی طور پر محاذ آرائی کی اس دوران بعض عاقبت نااندیش عناصر نے صاحبزادہ عظمت علیشاہ (جو آٹھ سال تک جامعہ میں تعلیم کے مقصد کے لئے قیام پذیر رہے) کو ورغلا کر مشتعل کر کے بھکھی شریف میں ایک جلسہ رکھوایا جس میں آٹھ ویگنوں تین بسوں اور چار کاروں میں نوجوانوں کے بازوؤں پر کیلانی نورس کے بیج لگا کر جلسہ گاہ مسجد دربار حافظ مقبول صاحب علیہ الرحمۃ میں لے آئے جو سارے راستے اشتعال انگیز نعرے لگاتے رہے دوران جلسہ نعرۂ تکبیر رسالت اور آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ زندہ باد کے بعد لوگوں (جو دونوں آستانوں کو شیر و شکر سمجھتے تھے اور ہر قسم کے حالات سے ناواقف تھے) میں سے کسی نے آستانہ عالیہ بھکھی شریف کا نعرہ لگایا تمام مجمع نے زندہ باد سے جواب دیا مگر اسٹیج سیکرٹری نے مردہ باد سے جواب دیا جس سے جلسہ گاہ میں کشیدگی پیدا ہو گئی چند طلباء اور مقامی لوگوں نے جذبات میں آکر نعرہ بازی کی جلسہ گاہ میں لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے ہر آدمی دوسرے آدمی سے خوفزدہ تھا اس لیئے بغیر مزاحمت کے محض افواہوں کی وجہ سے کہ حملہ ہو گیا، حملہ ہو گیا لوگ بھاگ گئے اور جلسہ تقاریر شروع ہونے سے قبل ہی ختم ہو گیا۔ اس صورتحال کی آگاہی جب دور دور تک ہو گئی تو ملک کے ایک دردمند عالم دین پاسبان مسلک رضا مولانا ابوداؤد حاجی محمد صادق نے حضرت مولانا سید مراتب علیشاہ اور مولنا ضیاء اللہ قادری (سیالکوٹ) کو ساتھ لے کر صاحبزادہ سید باقر علیشاہ صاحب سے رابطہ کیا اور ان سے اپیل کی کہ آپ اپنے عقیدہ کے بارے میں وضاحت فرمائیں کیونکہ آپ کے حلقہ سے باہر بھی چہ میگوئیاں شروع ہو گئی ہیں اور ان علماء نے دیو بندیوں اور نجدیوں کی کفریہ عبارت پیش کیں تو صاحبزادہ سید باقر علی شاہ صاحب نے کہا میرا عقیدہ وہی ہے جو حضرت صاحب کیلوی، اعلحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہم اور آپ کا عقیدہ ہے۔ پہلے میں نجدیوں کے پیچھے نماز کے جواز کا قائل ہو گیا تھا اب میاں غلام احمد شرقپوری کے کہنے پر رجوع کر لیا ہے۔ اس پر اختلافات کی نوعیت بھی تبدیل ہو گئی اور شدت بھی ختم ہو گئی اور معاملات ٹھنڈے ہو گئے اور وعدہ کیا کہ میں شاہ صاحب کے

(باقی اگلے صفحہ پر)

مگر اس موقع پر مزید ارشاد فرمایا کہ

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ؎

اس مُبارک سفر میں حضرت شاہ صاحب قدس سرّہٗ کے ہمراہ فقیر (مولانا محمد نواز)، مولانا محمد یعقوب شاہ صاحب کیز الوالہ ستیدال گجرات، مولانا سید مغفور شاہ صاحب آزاد کشمیر، مولانا غلام مرتضیٰ صاحب پنڈی گھیپ اور مولانا سید حیدر علی شاہ صاحب شامل تھے۔ بریلی شریف حضرت قبلہ شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے

(صفحہ سے آگے) : دُوسرے اعتراضات کو اس طرح رفع کردوں گا کہ محفوظ حسین شاہ نہ ختم کی دُعا مانگے گا اور نہ ہی یہاں نماز پڑھائیگا اور اسے حضرت صاحب کے لقب سے نہیں بلائیں گے ان علماء نے جب یہ صورت آکر بھکھی شریف بیان کی تو شاہ صاحب نے اسے منظور کرتے ہوئے اختلافات کو ختم کردیا۔

افسوس کہ اس کے باوجود محفوظ حسین شاہ کبھی کبھی ختم شریف کی دُعا مانگتا ہے اور امامت بھی کرواتا ہے یہ سارا قضیہ اگرچہ حضرت حافظ الحدیث کے لئے ایک امتحان تھا جس سے حضرت حافظ الحدیث کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی لیکن چشم حقیقت سے دیکھا جائے تو یہ سارا بگاڑ مکان شریف کے سجادہ نشینوں کے عطاء اللہ احراری سے دوستانہ مراسم اور اس کی صحبتِ بد کا نتیجہ ہے کاش کہ یہ لوگ دوستوں اور دشمنوں کو پہچانتے، آشنا و اغیار میں تمیز کرتے، ہم جنس و نا جنس سے آگاہ ہو کر اپنوں کی صحبت اختیار کرتے، اپنے اکابرین سے اپنا رُوحانی تعلق مستحکم کرکے ان سے فیض حاصل کرتے اور اپنی دولتِ ایمانی کو دیوبند کے مدعیّ ترازوؤں پہ نہ رکھتے اور امام ربّانی مجدد الف ثانی و خاتم المحققین حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کے چشمہ ہائے صافی سے علوم شرعیہ کی پیاس بجھاتے اور اپنے دلوں کو ایمانی حرارت کے حصول کے لئے عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرپور امام اہل سُنّت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحریروں اور تشریحات سے آنچ دیتے تو اُنہیں کنوئیں کا مینار اور مینار کا کنواں نظر نہ آتا۔

(فقیر ظہور احمد جلالی)

تین دن تک بحیثیت مہمان اپنے پاس ٹھہرایا بعد میں دوسرے ساتھیوں کا متبادل انتظام فرما دیا مگر حضرت شاہ صاحب اور مجھے دو ماہ تک اپنے پاس رکھا ہم اگرچہ طالب علم تھے مگر حضرت شاہ صاحب سے جو آپ کو قدرتی اُنس تھا اس کی بنا پر آپ کرم نوازی فرماتے کہ کھانا بیٹھک شریف میں ہمارے ساتھ تناول فرماتے۔ ہر جمعرات کو خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ پر حاضری ہوتی حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی دست بوسی کا موقع بھی ملتا۔

حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمۃ سے تلمذ: حضرت محدث اعظم قدس سرہٗ نے آشوبِ چشم کی وجہ سے اسباق موقوف فرما دیئے ہمیں فرمایا کہ حضرت صدر الشریعۃ بریلی شریف میں قیام فرما ہیں۔ ان سے گزارش کر دیتا کہ تمہارے اسباق بھی ہوتے رہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک واسطہ قریب بھی ہو جاؤ گے نیز آپ کی تبحیر آبادی علماء کی طرز بھی معلوم ہو جائے گی یا در کھنا ابتداءً وہ انکار کریں گے مگر اصرار کرنے پر مان جائیں گے نیز ان کو اگر یہ عرض کی جائے کہ ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے تو اس کا بہت احساس فرماتے ہیں اس طرح ہمیں دو ماہ تک حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمۃ سے بخاری شریف اور مسلم شریف پڑھنے کا موقع ملا آپ حدیث کا خلاصہ اس انداز میں بیان فرماتے کہ حواشی بھی اس میں درج فرماتے اور اعتراض مخالفین کا جواب بھی اسی میں آجاتا اگر کوئی طالب علم سوال کرتا تو اکثر طور پر یہ فرماتے کہ بین السطور دیکھو اور اس سے سوال کا حل نکال دیتے آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کسی کی غیبت بالکل نہیں سنتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا عبد الحامد بدایونی نے بریلی شریف جلسہ میں دوران تقریر حدیث بیان کی دوسرے دن سبق میں وہی حدیث آگئی۔ الفاظ کچھ مختلف تھے مولانا ظہور احمد بسیروی نے عرض کی کہ مولانا عبد الحامد بدایونی نے تو حدیث اس طرح بیان فرمائی تھی آپ سخت ناراض ہوئے اور ڈانٹ کر فرمایا تم نے کل حدیث شریف سُنی تھی اب پڑھ لی ہے خود موازنہ کر لو۔ غیبت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

وارث خُلدِ بریں: حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ حضرت شاہ صاحب کو اپنے پاس بائیں طرف بٹھاتے اور میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھتا جب اس حدیث پر پہنچے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میں جس کی آنکھیں لے لوں اور وہ صبر کرے تو اس کے بدلے جنت دوں گا۔ یہ حدیث بیان کرنے پر حضرت صاحب فرمانے لگے شاہ صاحب آپ تو جنتی ہیں لہٰذا میرے لیئے دُعا کریں آپ نے بطور تواضع سکوت اختیار کیا تو حضرت صاحب نے اصرار کر کے دُعا منگوائی پھر آگے سبق پڑھایا جب ہم واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچے تو میں نے بھی عرض کی اور اپنے لیئے دُعا کروائی۔

مقبولِ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم: سبق پڑھنے کے لئے ہم خوب تیاری کرکے جاتے، رات گئے تک ہمارا مطالعہ جاری رہتا سردیوں کی لمبی لمبی راتوں میں بھی ہمیں صرف ساڑھے تین چار گھنٹے آرام کا موقع ملتا۔ ایک دفعہ آپ حسبِ معمول سحری کے وقت بیدار ہوئے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں تھے اور آپ تھوڑے تھوڑے مسکرا رہے تھے میں نے عرض کی جناب کیا بات ہے فرمایا الحمد للہ حضرت سرکار کیلوی علیہ الرحمۃ کا بھیجنا حضرت شیخ الحدیث قبلہ کا دورہ شریف پڑھانا اور ہمارا دورہ شریف پڑھنا سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہوچکا ہے۔ آج رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے ہیں اور فرمایا ہے کہ تمہارا حدیث شریف پڑھنا اور تمہارے اساتذہ کا پڑھانا دونوں مقبول ہیں نیز مجھے (قبلہ استاذی المکرم) بھی یہ سعادت نصیب ہے۔

ہمارے استاذ المکرم حضرت شیخ الحدیث قبلہ ظاہری علم رکھنے والے محض ایک عالم ہی نہ تھے بلکہ آپ ایک عالم ربانی اور فنافی الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے تقوی و طہارت میں لاثانی تھے۔ سرتاج الاولیاء اور مقبولِ بارگاہِ نبوی تھے ایک اور موقع پر میرے بخت نے یاوری کی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ کی شان والے نبی الرحمۃ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ پاس بیٹھے ہیں اور بندہ بھی حاضرِ خدمت ہے۔

امتحان میں اوّل پوزیشن: ملکی حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے ہم نے یکم رجب تک کتب احادیث مکمل کرلیں۔ امتحان کے لئے سحبان ہند رئیس المتکلمین ابوالمحامد حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۸۳ھ حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب آگرہ والے تشریف لائے حضرت شیخ الحدیث قبلہ نے انہیں علیحدگی میں کہا کہ ان (شاہ صاحب) کا خوب تسلی سے امتحان لینا اس دوران مولانا عبدالمصطفےٰ الازہری (صاحبزادہ ہونے کی وجہ سے) ممتحن کے ساتھ بیٹھ گئے میں نے کتاب الایمان بخاری شریف کی عبارت پڑھی شاہ صاحب نے مسئلہ کی تقریر فرمائی ازہری صاحب فرمانے لگے کہ امام بخاری اسے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا رد کرنا چاہتے ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب ان کے اقوال کی تطبیق ہوسکتی ہے تو رد کا کیا مطلب؟ اس مسئلہ پر تقریباً دواڑھائی گھنٹے تک گفتگو جاری رہی آخر مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب نے علامہ ازہری کو فرمایا کہ آپ اپنا موقف ثابت نہیں کرسکے اور نہ ہی ان کے سامنے اپنا موقف ثابت کرسکو گے لہٰذا خاموشی بہتر ہے۔ دیگر ممتحین نے بھی بہت سے مشکل ترین قسم کے سوالات کئے۔ آپ ہر سوال کا جواب تسلی بخش دیتے رہے اور امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

منظورِ نظر حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ: تحصیل دورہ حدیث کے بعد تمام طلباء کو اجازت مل گئی مگر حضرت شاہ صاحب کو مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۴۰۲ھ نے اپنے پاس ٹھہرا کر فتوی نویسی کی تربیت فرمائی۔ قرأت حدیث کے ساتھ صرف آپ ہی کو سند اتصال سے

نوازا اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت محدّث اعظم پاکستان کی بھکھی شریف آمد

تقسیم ہند کے بعد حضرت مولٰنا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ لاہور تشریف لائے اس وقت آپ کے تلامذہ پُورے پنجاب میں موجود تھے مگر آپ کی نگاہِ التفات نے بھکھی شریف کا انتخاب کیا مولانا عبدالقادر شہید متوفی کو اپنی آمد کی اطلاع کے لئے بھیجا آپ نے اس سعادت کے حصُول کے لئے اپنے خادم مولوی ظہور احمد ہیروی کو لاہور کیمپ بھیجا جو آپ کو اور آپ کے ہمراہ سو افراد پر مشتمل خویش واقارب کو بھکھی شریف لے آئے اور آپ چار ماہ تک یہاں قیام فرمارہے اور یہ سعادت صرف دارالعلوم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ کو حاصل ہے کہ آپ یہاں بطور صدر المدرسین تدریس فرماتے رہے۔ آپ نے جمعہ شریف کی تقریر میں مسلمانوں کی مظلومیت اور ہندوؤں اور سکھوں کے انسانیت سوز کردار کو بیان فرمایا تو مسلمان مشتعل ہوکر بدلہ لینے کے لئے تیار ہوگئے حتّٰی کہ دو ہندوؤں کو قتل کر ڈالا اور ہندوؤں کو یہاں سے فرار کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا۔

بعدہٗ شیخ القرآن ابوالحقائق حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۹ ؁ء نے آپ کو خطبہ جمعہ کی دعوت دی آپ تشریف لے گئے تو ایک تحصیل دار سے کہہ کر موضع سارو کی میں زمین آپ کے نام الاٹ کرادی وہاں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد آپ پھر پندرہ دن کے لئے بھکھی شریف تشریف لائے۔ آپ کو مستقل قیام کی گزارش کی گئی مگر حضرت صدرالشریعۃ مولٰنا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کے فرمان پر کہ "کسی شہر میں قیام کرنا" آپ نے فیصل آباد کا انتخاب فرمایا۔

وہابیّت کی یلغار اور اس کا سدِّباب

یہ باب بہت وسیع ہے مختصر یہ ہے کہ بھکھی شریف سے چھ میل کے فاصلہ پر موضع اُنھی میں دیوبندیوں کا ایک بہت بڑا مدرسہ تھا اور اپنے عروج کے زمانہ میں علماء دیوبند میں مسلم الثبوت مقام رکھتا تھا مولوی غلام خاں (راولپنڈی) وغیرہ اسی کے اثرات بد کا نتیجہ ہیں، عوام اہلسُنّت قیادت کے فقدان اور اپنے مرکز کے عدم وجدان کی بنا پر ان کی لپیٹ میں آرہے تھے۔ مشہور دیوبندی وہابی خطباء گجرات کے علاقہ کو تبلیغ کے لئے بہت اہمیّت دیتے تھے اس لئے ان کی یلغار کو روکنے کے لئے اس سے بڑھ کر محنت کی ضرورت تھی حضرت قبلہ عالم کیلوی کا اس طرف رجحان اور جامعہ محمّدیہ ربّانی جامعہ پر خصوصی کرم اور حضرت محدّث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا ۱۹۴۲ ؁ء میں یہاں تشریف لانا اور اپنے علمی کمال اور روحانی تصرف سے علاقہ میں گستاخانِ رسول عربی (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کو میدان مناظرہ میں شکست فاش دیکر ان کے عقائدِ کفریہ سے لوگوں کو آگاہ کرنے علاقہ میں اہلسنّت کی عظمت کے وُہ نشان ثبت کئے جس کا اثر انشاء اللہ تعالیٰ رہتی دُنیا تک باقی رہے گا۔

حضرت قبلۂ عالم کیلوی علیہ الرحمۃ نے جس طرح بذاتِ خود دہریوں، احراریوں، مرزائیوں اور دیگر بدمذہبوں کو مباحثوں کے ذریعے لاجواب کیا اس طرح اپنی سرپرستی میں حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ سے مناظرے بھی کروائے۔ جب آپ تقسیم مُلک کے فوراً بعد چوہدری عطاء اللہ تارڑ سکنہ کولو تارڑ (حافظ آباد) کے ہاں چند دن قیام فرمانے کے بعد چوہدری امداد اللہ صاحب و چوہدری ارشاد اللہ کے ہاں موضع رسولپور تارڑ تحصیل حافظ آباد تشریف لے گئے اور تقریباً دو ماہ وہاں قیام پذیر رہے۔

جب ہمیں آپ کے رسولپور تشریف لے جانے کی اطلاع ملی تو ہم (حضرت حافظ الحدیث اور میں) بقصدِ زیارت پیدل چل دیئے۔ آپ نے ایک رات میرے غریب خانہ موضع بلو (حافظ آباد) میں قیام کیا وہاں سے ہم گھوڑیوں پر سوار ہو کر رسولپور کی جانب روانہ ہوئے جمعہ کا دن تھا۔ آپ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کسی خادم کو حکم فرماتے باہر دیکھو کوئی مہمان تو نہیں آ رہا تقریباً گیارہ بجے ہم پہنچے تو ہمیں ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے آپ شدت سے حضرت شاہ صاحب کا انتظار فرما رہے ہیں نیز ملتے ہی فرمایا کہ آج جمعہ شریف ہے آپ نے تقریر کرنی ہو گی۔ جمعۃ المبارک کے موقع پر بہت بڑا اجتماع تھا حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ نے علم غیب اور حاضر و ناظر کے موضوع پر خوب شرح و بسط سے انتہائی مدلّل تقریر فرمائی بعد میں حضرت صاحب قبلہ نے خود خطاب فرمایا جمعہ سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ دیوبندی مولوی احمد شاہ حال مدرس مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی جو اس وقت موضع کوٹ خوشحال میں نزد کولو تارڑ خطیب تھا۔ چوہدری عطاء اللہ کو ہمراہ لے کر مناظرہ کرنے کے لئے آ گیا۔ حضرت صاحب کیلوی علیہ الرحمۃ کی نگرانی میں حضرت شاہ صاحب سے دو گھنٹہ تک مناظرہ جاری رہا اتنے میں نماز عصر کا وقت ہو گیا حضرت صاحب نے فرمایا کہ نماز کے بعد پھر گفتگو ہو گی۔ اب نماز پڑھ لیں جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو حضرت صاحب قبلہ نے فرمایا مولوی احمد شاہ دیوبندی کو بلا لاؤ مگر وہاں مولوی احمد شاہ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ ادھر ادھر تلاش کی مگر یہ صاحب فرار ہو چکے تھے۔

اسی طرح قاری محمد سلیمان صاحب آف کوٹ سمابہ ضلع بہاولپور دار العلوم دیوبند کے فارغ اور بہت اچھے قاری تھے ان کا رجحان طبعی تصوّف کی طرف تھا چند مسائل میں متردد تھے۔

سلہ حافظ صاحب بڑے صاف باطن، خلوص و للہیت کا پیکر اور متبحر عالم تھے۔ ان کا شمار بہت جلد حضرت صاحب کے منظورِ نظر احباب میں ہونے لگا۔ آپ منازلِ سلوک طے کر ہی رہے تھے۔ کہ حضرت صاحب قدس سرّہٗ کا انتقال ہو گیا۔ سجادہ نشین صاحب سے اختلاف کے سبب دربار شریف حاضری سے انہیں روک دیا گیا۔ حضرت صاحب کے وصال کے بعد سجادہ نشین کے عتاب سے دل گرفتہ ہو گئے اور تکمیل سلوک کے لئے قطبِ وقت خلیفۂ لاثانی علی پوری حضرت پیر چراغ علی شاہ صاحب متوفی والٹن لاہور کی خدمت میں حاضر ہو گئے خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ کوٹ سمابہ ضلع بہاولپور کو اپنا مسکن بنایا شاندار درس گاہ قائم کی سینکڑوں لوگوں کی تربیت فرما رہے ہیں آپ کی شخصیت میں حضرت صاحب کیلوی کی شخصیت کا رنگ نظر آتا ہے۔ پرانے٭

٭ مقربین میں سے آپ حضرت صاحب کی یادگار ہیں۔ (فقیر جلالی)

بہت سے علماء کیساتھ گفتگو کے باوجود بھی مطمئن نہ ہوئے آخر لالو پور نزد کاموں کے آنے کے بعد کسی نے کہا کہ حضرت کیلیانوالہ میں حضرت صاحب کے پاس جاؤ. قاری صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ساتھی کے ہمراہ جمعرات کو پہنچا ہفتہ کے روز ناشتہ کے بعد حضور علیہ الرحمۃ نے بیٹھک شریف میں بلایا اور فرمایا کہ آپ کیسے تشریف لائے میں نے چار مسائل عرض کئے ۔

(۱) وحدت الوجود یا وحدت الشہود (۲) امکان کذب باری تعالیٰ (۳) عصمت انبیاء (۴) تقدیر

گفتگو شروع ہوئی اور دو روز تک وقفے وقفے سے ان مسائل پر گفتگو فرماتے رہے. حتیٰ کہ مجھے اطمینان ہوگیا حضرت صاحب نے مجھے رخصت فرمایا.

گاؤں لالو پور پہنچا رات کو سویا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام تشریف فرما ہیں اور حضرت سرکار کیلوی بھی حاضر ہیں چنانچہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حضرت صاحب کو ایک چوغہ عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ حافظ صاحب کو پہنا دو چنانچہ حضرت صاحب نے اُٹھ کر مجھے پہنا دیا۔ اس واقعہ کے بعد میری طبیعت نے یکدم پلٹا کھایا اور ایک انقلاب شروع ہوگیا پھر ایک دفعہ سخت سردیوں کے موسم میں حضرت کیلیانوالہ حاضر ہوا۔ رات کو حضرت صاحب کے ساتھ مسئلہ استمداد اولیاء کرام پر گفتگو شروع ہوئی تقریباً دو گھنٹے تک بات چیت کرتے رہے لیکن میری تسلّی نہ ہوئی آخر سو گئے۔ ڈھائی بجے کے قریب قضائے حاجت کیلئے مسجد سے باہر گیا اور اپنے ساتھی کو اس لیے نہ اُٹھایا کہ اسے تکلیف ہوگی۔ قضائے حاجت کے بعد واپسی پر راستہ بھول گیا۔ کافی دیر بھٹکتا پھرا۔ اچانک مسجد کے مغرب کی جانب ایک غیر آباد کنواں تھا جس میں آب کشی کا کوئی سامان نہ تھا اس میں گر پڑا گرتے ہی میں نے سمجھ لیا کہ اب زندگی ختم ہے موسم سرد آدھی رات نہ کوئی آواز سننے والا نہ ہی کوئی مدد کرنے والا ہے میں نے کلمہ شہادت پڑھ لیا باوجودیکہ پانی بہت گہرا تھا لیکن کمر تک پہنچنے کے بعد میں رُک گیا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کسی چیز نے دونوں پہلوؤں سے پکڑ رکھا ہے جو ڈوبنے نہیں دیتا اس دوران مجھے مسئلہ استمداد یاد آیا اور خیال کیا کہ اب استمداد کا وقت ہے پھر حضرت شاہ جی صاحب اور حضرت سرکار کیلوی کی طرف خیال کرکے امداد طلب کی چنانچہ مجھے کسی چیز نے پکڑ کر باہر نکال دیا مسجد شریف میں محمد رمضان درویش نے اذان فجر شروع کردی اور میں اس کی آواز پر مسجد میں آگیا۔ نماز ادا کرنے کے بعد حاضر خدمت ہوا تو حضرت صاحب مسکرا کر فرمانے لگے "حافظ صاحب تو آج کنوئیں چھلانگیں لگاتے رہے ہیں" چنانچہ مسئلہ استمداد کی مجھے کما حقہٗ آگاہی حاصل ہوگئی۔

ایک موقع پر سید منیر حسین شاہ صاحب جوکالوی اور قاری صاحب کے درمیان مسئلہ تکفیر پر گفتگو ہوئی۔ قاری صاحب نے علماء دیوبند کی تکفیر سے پہلو تہی کی۔ سید منیر شاہ صاحب نے حضرت حافظ الحدیث قبلہ کی طرف خط میں لکھا کہ حضرت صاحب کے وصال فرما جانے کے بعد اب آپ ہی کا مقام ہے کہ آپ قاری صاحب کو مطمئن کریں۔ خط ملتے ہی

حضرت حافظ الحدیث دربار شریف حاضری کے لئے پہنچ گئے حافظ صاحب موجود تھے لہٰذا مسئلہ تکفیر پر گفتگو شروع ہوئی کافی دیر گفتگو کے بعد حافظ صاحب دلی طور پر تسلیم کر چکے تھے مگر زبانی اقرار نہیں کیا تھا۔ رات دربار شریف حاضر ہو کر مراقب ہوئے تو دو دفعہ ایسا محسوس کیا کہ کسی نے میرے مُنہ میں مٹی ڈالی ہے نیز نماز تہجد کی ادائیگی میں پہلے والی لذت مفقود تھی۔ اسلئے پریشان ہو کر سید منیر شاہ صاحب کو کہا کہ آپ حافظ الحدیث صاحب سے کہیں مسئلہ تکفیر پر جو لکھوانا چاہیں میں لکھنے کے لئے تیار ہُوں۔ اس طرح انہوں نے تحریری طور پر بھی دیوبندیوں کی تکفیر کی اور زبانی طور پر بھی[۱]

والٹن شریف حاضری: ایک روز علی الصبح حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تیار ہوجائیں کہیں جانا ہے۔ میں نے یہ کبھی نہیں پُوچھا تھا کہ کہاں جانا ہے۔ صرف اتنا معلوم کر لیتا نماز قصر کرنی ہے یا نہیں۔ ہم حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے دربار اقدس میں حاضری دیکر شیخ کامل حضرت پیر سید چراغ علی شاہ کی خدمت میں والٹن شریف حاضر ہوئے آپ صاحب فراش تھے۔ اسلئے ہمیں گھر بلا لیا گیا پھر آپ نے اپنے صاحبزادہ کو فرمایا کہ شاہ صاحب کو ٹوپی پہنا دیں چنانچہ انہوں نے ٹوپی پہنا دی اور ہم اجازت لے کر واپس چلے آئے۔ اس کے بعد صرف ایک مرتبہ ملاقات کا موقع ملا اور حضرت صاحب مراڑوی علیہ الرحمۃ سفرِ آخرت فرما گئے۔

وصیّت نامہ: حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ سے میری رفاقت حضرت سرکار کیلوی کے حکم سے ہُوئی اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے اپنے شیخ کے فرمان میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آنے دیا اور ہمیشہ آپ کی خدمت کو باعثِ سعادت سمجھتا رہا۔ اس طرح حضرت حافظ الحدیث نے بھی مجھے اپنا ساتھی اور رفیق سمجھتے ہوئے ہر موقعہ پر میری راہنمائی فرمائی۔ دینی اور دنیاوی معاملات میں اپنے مفید مشوروں اور تعاون سے نوازتے رہے اور مجھے اپنا راز دار سمجھتے جو راز کی بات کسی دوست پر اظہار کے قابل ہوتی وُہ مجھ سے مخفی نہ رکھتے۔ وصال شریف سے چند روز قبل مجھے وصیّت فرمائی کہ تمام احباب سے کہنا ہر شخص میرے لئے ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھے۔ میں نے عرض کی کہ میں نے پہلے پڑھا ہُوا ہے۔ وُہ آپ کی ملک کرتا ہُوں۔ نیز اگر میں دُنیا سے پہلے چلا جاؤں تو مجھے اپنی نیک دعاؤں میں شریک رکھنا۔ بحمداللہ ہماری رفاقت آخری دم تک برقرار

---

۱ : حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد سید منیر حسین شاہ کا وجود ایک نعمت تھا کہ ایسے مسائل کا فوری طور پر تدارک کروا لیتے مگر صد افسوس کہ انکی رحلت کے بعد جن علماء کو سجادہ نشین صاحب کا قرب میسّر ہے وُہ معاملات کو سلجھانے کی بجائے اُلجھاؤ کو ہی اپنی کامیابی تصوّر کرتے ہیں۔ (جلالی)

رہی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمان

اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ط

کے بموجب اس دن بھی ہمارا یہ تعلق قائم وثابت رکھے جس دن متقین کے بغیر کسی کی دوستی باقی نہیں ہوگی:

کیونکہ آپ اپنے زمانے کے متقین کے سرتاج ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ بحمدہٖ تعالیٰ آپ کی طرف سے یہ تعلق اس دن بھی میرے لیئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔

از حضرت مولانا علامہ ظہور احمد صاحب کدھر شریف (ضلع گجرات)

حضرت قبلہ جلال الملت والدین حافظ الحدیث سیدی محمد جلال الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ کی زندگی سیرت، کردار، زہد، اتقیاء، علمی مقام، اتباعِ سُنّت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لحاظ سے اپنے ہمعصروں میں ممتاز و بے مثال تھی۔ خصوصاً علمی خدمات اور فرقِ باطلہ کے خلاف جہاد میں آپ ایک الگ مقام رکھتے تھے۔

تفصیلاً بیان کے لیئے دفتر درکار ہے مختصراً چند باتیں پیشِ خدمت ہیں:

علمی انہماک: **مثال:** بعض اوقات حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ کی غیرموجودگی میں مولانا محمد علی پسروری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ چک ۸۶ سرگودھا[1] کے مابین علمی ابحاث ہوتی رہتی تھیں۔ ان واقعات کا علم جب آپ کو ہوا تو آپ نے فرمایا کسی وقت صدرا اور شمس بازغہ کے مخصوص مقامات پر خصوصاً مغالطہ عامۃ الورود پر میرے سامنے گفتگو ہوگی تو تمہاری علمی استعداد کا اندازہ ہوگا۔ ایک موقعہ پر بات چیت ہوئی گئی گھنٹوں تک گفتگو ہوتی رہی۔ ہر دو منتہی طلباء جامع انداز میں اپنے اپنے دلائل دیتے رہے۔ حتمی فیصلہ آپ کے محاکمہ پر ہوتا تھا۔ یہ علمی دور دورہ کی ایک جھلک ہے ورنہ ایسے

---

[1] یہ دونوں حضرات جناب کے قابلِ فخر تلامذہ سے تھے اول الذکر جامعہ حضرت میاں صاحب شرقپور شریف میں کافی عرصہ تدریس فرماتے رہے استاذ العلماء حضرت مولانا محمد اسحاق صدیقی صاحب بھائی پھیرو، شیخ الحدیث مولانا عبد الغفور الوری رائیونڈ وغیرہما ایسے جید عالم ان کی علمی لیاقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ سنہ ۱۹ ء میں آپ وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آخر الذکر جامعہ محمدیہ بھکھی شریف میں کئی سال تدریس فرما کر آپ وہیں وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (فقیر جلالی)

واقعات مدرسہ کے معمولات میں شامل ہوتے تھے۔

احقرالانام جماعت سے الگ گھر پر کھانے کے وقت مطول پڑھا کرتا تھا اگرچہ کتاب کی عبارت نہایت طویل ہونے کی وجہ سے متعلمین کے ذہن نشین نہیں ہوتی مگر آپ چند منٹوں میں اس کی غرض وغایت اور ملخص بیان فرماتے تو گھنٹوں کا سبق چند منٹوں میں حل ہو جاتا۔

ایک دفعہ حضرت سرکار کیلوی قدس سرہٗ کے ارشاد پر آپ حضرت کیلیانوالہ شریف حاضر ہوئے مجھے اپنی کتابیں لے کر ساتھ چلنے کا حکم فرمایا۔ ایک ہفتہ آپ کا قیام رہا۔ دوران قیام چار چار گھنٹے حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز کے حضور بیٹھنے کے بعد فرماتے۔ اگرچہ وقت کا تقاضا تو نہیں مگر سبق بہرحال سبق ہے آپ کا نقصان نہیں ہونا چاہیئے یہ فرما کر آپ سبق پڑھا دیتے۔

خصوصی طور پر اس بابرکت مقام پر میں نے جو اسباق پڑھے تھے وہ آج تک یاد ہونے کے علاوہ انکی خاص تاثیر بھی باقی ہے خاص کر ہدایۃ النحو کی بحث تنازع فعلان جو کہ جامی کی بحث حاصل محصول کی طرح انتہائی اہم ہے وہاں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

معقول ومنقول کی انتہائی کتابیں آپ خود پڑھاتے بندہ نے زواہد ثلاثہ، حمداللہ، قاضی مبارک، شرح عقائد، صدرا اور شمس بازغہ وغیرہ آپ کے پاس پڑھیں۔

بدعقیدگی کا سدِّباب

رد فرق باطلہ اور بدعقیدگی کے سدِّباب کے لئے آپ نے علاقہ بھر کے دورے فرمائے اور مناظروں میں انہیں شکست فاش دی صرف کدھر ہی میں تین ایسے واقعات پیش آئے۔

(۱)۔ مناظرہ مابین رئیس المناظرۃ مولانا قاضی عبدالسبحان ہزاروی علیہ الرحمۃ ومولوی غلام خاں ۱۹۵۸ء میں موضوع علم غیب واستمداد

(۲) ۱۹۶۱ء میں مناظر اعظم حضرت مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ ومولوی عبدالقادر روپڑی کے درمیان مسئلہ علم غیب نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر مناظرہ ہوا۔

۳۔ تیسرا مناظرہ طے پایا۔ جس میں حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ اور مولانا غلام علی اوکاڑوی تشریف لائے مگر دیوبندی سامنے نہ آئے لیکن احقاق حق اور ابطال باطل کا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا ہر موقعہ پر نہایت استقامت سے سرپرستی فرمائی اور معاملات کو احسن طریقہ سے نبھایا۔ ان تینوں مواقع پر اہلسنت کو نہایت درجہ کامیابی ہوئی اور میانوال، اہتھے، دادے، کھمب کی دیوبندیت میں صف ماتم بچھ گئی یہ حضرت کی پیدا کردہ بیداری ہی کا اثر تھا جس کے نتیجہ میں اہلسنت کی بے شمار مساجد دیوبندیوں

باقی صت۴۷ پر

مکرّمی و محترمی صاحبزادہ والاشان زید مجدک

ھدیۂ سلام مسنون:

خیر و عافیت: مزاج گرامی! یاد آوری کا شکریہ۔ مصروفیت کی وجہ سے یہ چند سطور لکھدی ہیں تعمیل حکم کے لئے ورنہ اس بحر العلوم کی زندگی، سیرت اور فضائل و کمالات کا احاطہ مجھ جیسے ناچیز سے دشوار ہے۔

جو کچھ تحریر کیا گیا ہے امید ہے کہ قبول فرمائیں گے مسلسل سات گھنٹہ پڑھانے کے بعد دوسرا کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ بایں وجہ تعمیل ارشاد میں تاخیر ہوگئی۔ امید ہے کہ عفو فرمائیں گے۔

سب احباب کی خدمت میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ:

الفقیر محمد غلام رسول نوری رضوی عفی لہٗ

انوار القرآن ملتان

(پاکستان)

محقق زماں حافظ الحدیث سیدی و سندی استاذی حضرت علامہ قبلہ سید جلال الدین شاہ صاحب جنکو آج قلم مرحوم لکھتے ہوئے کانپ اٹھا ہے جنکے وصال کی خبر مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ کا مصداق تھی۔ جن کے بحر علمی کا ڈنکہ چہار دانگ عالم میں بج رہا تھا۔

آپ برصغیر پاک و ہند کے ایک عظیم سپوت تھے فقر و استغنار کی سلطنت کے بادشاہ تھے ان کے چہرۂ انور سے شہنشاہ کی سی بے نیازی مترشح تھی۔

آپ ایک بلند پایہ مدرس اور عالی مرتبت محدث تھے۔ آپ کی زندگی محبت رسول کا ایک گلستان پُر بہار تھا۔ جہاں عشق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے گلاب مہکتے تھے۔ مدحت رسول کے گلدستے سجائے جاتے تھے آپ کے گرد و پیش میں منقبت رسول کے نغمے گونجتے تھے۔

کئی سال تمام فنون اور علوم کا درس دیتے رہے۔ آخری سالوں میں تمام تر توجہ علم حدیث پر مبذول رہی اور دورۂ حدیث پڑھاتے رہے اور اسی میں عمر تمام ہو گئی۔

علم و عرفان و علم و عمل کا مُرقع تھے۔ شریعت کے ساتھ حقیقت، ظاہر کے ساتھ باطن کے جامع تھے۔ کریم الاخلاق، سخی، شریف النفس، پاکباز اور شرافت نسبی و حسبی کے جامع تھے۔

پیر خانہ سے غایت درجہ عقیدت تھی آخری عُمر میں عجیب حال تھا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام مُبارک سنتے ہی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔

جب ڈاکٹروں نے شوگر کی وجہ سے آپ کے پاؤں کا آپریشن کیا۔ تو مَیں دیر سے حاضر ہوُا اور مَیں نے عرض کیا میرا خیال تھا کہ آپ صحت مند ہو گئے ہوں گے۔ کیونکہ میں آپ کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ فرمانے لگے؛ مولانا۔ حضور پیر و مُرشد حضرت صاحب رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ "جویں رکھے اونویں رہیئے۔ مونہوں کجھ نہ کہیئے"۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ رکھے اسی حال پر راضی برضاءِ رب رہنا چاہیئے صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ پس ایک عجیب حال تھا اور زبان سے اس جملے کی تعریف ہو رہی تھی۔ اور آنکھوں سے پانی بارش کی طرح برس رہا تھا۔ سبحان اللہ! یہ ہے تسلیم و رضا کا مقام۔ شوگر کے مریض ہیں چلنے سے بھی معذور ہو گئے ہیں لیکن زباں پر حرف شکایت بھی نہیں آیا اور ربِّ کریم کی حمد و ثناء اور صبر و شکر کا اظہار ہو رہا ہے۔

میں بھکھی شریف اس زمانہ میں تھا جب آپ طالب علم تھے۔ صُوفی باصفا مولینا محمد نواز صاحب آپ کے ہم سبق تھے جبکہ میں ان حضرات سے دو سال پیچھے تھا۔ جب آپ بریلی شریف دورۂ حدیث پڑھنے تشریف لے گئے۔ میرے ذمے جمعہ کی تقریر اور پانچ وقتہ نماز حافظ رحمت اللہ صاحب کے ذمّہ تھی .... ۔ جب دورۂ شریف پڑھکر تشریف لائے تو اس سال میرے مستقل اسباق آپ کے پاس شروع ہوئے۔ آپ ایسے پڑھاتے تھے گویا مدّت سے پڑھاتے ہیں اور تجربہ کار مدرس ہیں۔ دوسرے سال بھی میرے اسباق آپ کے پاس شروع ہوئے مگر عید قرباں کے بعد حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے آپ نے فرمایا شاہ جی اس کے اسباق مجھے دے دو۔ میرا دل مطمئن رہے اور دل کو سکون ہو لیکن اس شرط پر کہ آپ حضرات سماع کریں گے۔ آپ یعنی حضرت قبلہ شاہ صاحب نے بخوشی منظور فرمایا تمام مدرسین میرے اسباق سنتے تھے سوا ایک صاحب کے انہوں نے معذرت کر لی تھی کہ مجھے مطالعہ کی مصروفیت ہے تو آپ نے فرمایا مطالعہ وغیرہ کا عذر مت کرو میں اس کی وجہ جانتا ہوں۔

بہر حال میں اور مولینا عبد القادر صاحب مرحوم لائلپوری پڑھتے تھے۔ اور آپ سماع فرماتے تھے۔ سال کے آخر میں مَیں بیمار ہو گیا اور بیہوشی ہونے لگی گھر والے چارپائی پر اٹھا کر لے گئے تقریباً دو تین ماہ بیمار رہا۔ عید قربان کے بعد بھکھی شریف واپس آیا نہایت نقاہت تھی۔ میرا خیال تھا کہ ایک سال سماع کروں گا اور آئندہ سال دورۂ حدیث

پڑھوں گا۔ لیکن حضرت شاہ صاحب قبلہ نے فرمایا تجھے کتابیں آتی ہیں سماع کی ضرورت نہیں۔ دورۂ حدیث پڑھنے کے لئے کئی سال پڑھا ہے۔ اس سال دورۂ حدیث پڑھو پھر پڑھاتے رہنا۔ یہ تیرا اپنا مدرسہ ہے۔ اور مولانا محمد سعید صاحب مرحوم و مغفور بھی مانگٹ کے مدرسہ کیلئے بطور مدرس تیرا انتخاب کر چکے ہیں لیکن تمہاری مرضی پر موقوف ہے۔ اور جہاں تم چاہو اور جہاں تم خوش رہو پڑھاؤ۔ تم پر کوئی جبر نہیں ہوگا۔

سات ماہ میں نے ملتان شریف دورۂ حدیث کیلئے گزارے۔ شعبان المعظم میں تعطیل کے بعد میں نے واپس جانے کیلئے اجازت مانگی۔ لیکن حضرت قبلہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت نہ دی تو میں ملتان ہی میں رہ گیا۔ اسی ماہ مجھے انوار العلوم میں مدرس مقرر کر لیا گیا پانچ سال میں نے بھکھی شریف میں گزارے اور باوجود اس کے کہ یہ میری طرف سے بے وفائی تھی لیکن جب بھی آپ کی زیارت اور آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نہایت خندہ پیشانی سے ملتے اور دیر تک حال احوال دریافت فرماتے رہتے آپ کی وہی شفقت، محبت رحم و مہربانی قائم دائم رہی۔ ذرہ نوازی اور شفقت میں ذرّہ برابر بھی فرق نہ آیا۔

تواضع وانکساری اور سادگی ایسی کہ بڑائی کا نام و نشاں تک نہیں تھا۔ بڑا ہو یا چھوٹا سب کی بات پوری توجہ سے سنتے اور تسلی بخش جواب دیتے ہر ایک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے باوجود سید، عالم، عارف ہونے کے کبھی فخریہ جملہ آپ کی زبان سے نہیں سُنا۔

ایک دفعہ بھکھی شریف میں ایک طالب علم شاہ صاحب داخل ہوئے۔ وُہ کسی کے جھُوٹے برتن میں پانی نہیں پیتے تھے آپ کو علم ہُوا تو آپ نے غصّہ کی حالت میں فرمایا! تو چلا جا تیری یہاں کوئی جگہ نہیں یہاں مل جل کر کھانا ہوگا اور سب کا جھوٹا پینا ہوگا۔ پھر اس نے یہ روش ترک کر دی۔ اخلاق کریمانہ میں آپ کا بہت بلند مقام تھا۔

ایک سال میں تین ماہ باقی تھے پڑھانے والے استاد صاحب چلے گئے تھے میں نے سوچا کہ اسباق تو ہونگے نہیں تین ماہ باقی ہیں اب کوئی مدرس نہیں آئیگا۔ میں اُن کے ساتھ چلا گیا۔ رمضان المبارک کے بعد شوال المکرم میں پھر بھکھی شریف آگیا بغیر اجازت کے گیا تھا بجائے اس کے آپ کچھ سرزنش فرماتے لیکن نہیں صرف اتنا فرمایا آ گئے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں بس اور کچھ نہیں فرمایا۔ کئی ایسے واقعات مشاہدے میں آئے جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آپ توجہِ شیخ کا مرکز اور شیخ کے نہایت ہی مقبول و محبُوب تھے۔

عالم باعمل، صوفی کامل، فاضل و عارف، علم ظاہری اور باطنی کے جامع اپنے شیخ کریم کے محبُوب علی مُرتضےٰ کرم اللہ وجہہُ الکریم کی آنکھوں کا تارا۔ خاتون جنّت کا راج دُلارا۔ نبی المصطفےٰ کا عاشق اور پیارا تقریباً نصف صدی تک اپنے انوار اور ضیا پاشیوں سے نیاز مندوں کو منوّر کرتا ہُوا علم و عرفان کا مہتاب سن پچاسی میں غروب ہو گیا۔ مولا کریم جل مجدہٗ اُن کے مزارِپُرانوار پر رحمت کی بارشیں نازل فرمائے اور جنت الفردوس میں

درجاتِ علیا عطا فرمائے اور ہم نیاز مندوں کو اُن کے فیضان سے مستفید و رانوار سے مستنیر فرمائے آمین!
یا اللہ العلمین بجاہ حبیبک و رسولک و نبیک الرؤف الرحیم ۰
سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ
و احبائہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ
و سائر امتہ اجمعین ۰

الفقیر محمد غلام رسول نوری رضوی غفرلہ
انوار القرآن۔ ملتان
(پاکستان)

از مولینا علامہ نور حسین صاحب جلالی فیروز والا

حضرت حافظ الحدیث کی بارگاہ میں حاضری:

بندہ سکول میں میٹرک پاس کرنے کے بعد حضرت علامہ مناظر اسلام مولینا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ سانگلہ ہل (شیخوپورہ) کی خدمت میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے حاضر ہوا ایک ماہ قیام کے بعد اپنے گھر چاند بریار واپس آگیا حضرت مولینا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کا آبائی گاؤں بھی چاند بریار ہے۔ آپ یہاں تشریف لائے میرے والد صاحب کو میری تعلیم کے متعلق مشورہ دیا کہ اسے بھکھی شریف (گجرات) بھیج دیں۔ اور حضرت شاہ صاحب قبلہ کا تعارف کروایا کہ آپ بصارت سے تو ماورا ہیں مگر جامع الصفات اور علوم دینیہ میں اتنے باکمال ہیں کہ ہم انہیں اپنے مذہب کی حقانیت کیلئے بطور دلیل پیش کر سکتے ہیں اور کوئی مذہب والا اس طرح آنکھوں سے بے نیاز اتنا بڑا عالم نہیں دکھا سکتا اور بریلی شریف میں آپ کا قیام اساتذہ کرام کی نوازشات اور اُن سے لگاؤ اس انداز سے بیان کیا کہ میں غائبانہ طور پر آپ کا فریفتہ ہو گیا اور حاضری کیلئے بیتاب آپ کی خدمت میں

حاضر ہوگیا اور نو سال تک آپ کی خدمت میں رہ کر علوم دینیہ کی تحصیل کی۔

قوتِ حافظہ: میں جامعہ میں داخل ہونے کے بعد جامعہ کی پرانی عمارت میں جہاں اب شعبہ حفظ ہے رہنے لگا اور کبھی آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا بس نماز پڑھ کر واپس چلا جاتا اپنے ذہن میں یہی تھا کہ آپ کو بھول چکا ہوگا صرف ایک دفعہ ملاقات ہوئی ہے۔ آخر سال میں طلبہ چھٹی لینے کیلئے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا تم میں مولوی نور حسین بھی ہے عرض کی گئی جناب وہ مدرسہ میں ہے آپ نے فرمایا سب سے دور سے آنے والا وہی ہے جب وہ چھٹی نہیں مانگتا تو تمہیں کس چیز کی بیتابی ہے پھر مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ہر طالب علم کے حالات سے واقف رہتے ہیں گو وہ ملے یا نہ ملے۔

کاشفِ حزن وکرب: ۱: ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دنوں رات کو جامعہ سے باہر رہنے پر پابندی تھی مگر میرا گاؤں چونکہ بارڈر کے بالکل قریب تھا اسلیئے اضطراب رہتا اس اضطراب کے پیشِ نظر میں کسی کو اطلاع دیئے بغیر اڈے پر جاکر رات دس بجے ریڈیو کی خبریں سنکر آتا۔ ایک دفعہ خبروں میں بتایا گیا کہ امرتسر سائڈ پر شاب گڑھ بارڈر پر ہندوستان کی ایک چوکی پاکستان کے قبضہ میں آگئی ہے میں نے سمجھا کہ وہاں ضرور لڑائی ہوئی ہوگی اور ہمارا گاؤں بھی اس کی لپیٹ میں آیا ہوگا صبح جاکر پتہ کروں گا اسی بے چینی کی حالت میں جلدی جلدی واپس آیا اور آپ کے مکان کے دروازے سے دوڑ کر گزر رہا تھا کہ آپ نے آواز دی. مولوی نور حسین! یہ آواز سننے سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور پہلی پریشانی تو تھی ہی. مزید یہ فکر ہوئی کہ ہر وقت تک جامعہ سے باہر رہنے کیوجہ سے آپ ناراض ہوں گے میں ڈرتا ڈرتا حاضر خدمت ہوا تو دیکھا اکیلے کھڑے ہیں۔ ذرا سے سخت لہجے میں فرمایا کہ اس وقت تک کہاں رہا ہے۔ میں نے صورتِ حال عرض کی تو فرمانے لگے کوئی پریشانی والی بات نہیں لڑائی کے بغیر ہی دشمن چوکی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں یہ فرما کر آپ گھر تشریف لے گئے اور میری ساری پریشانی دور ہوگئی اور مجھے یقین ہوگیا۔ آپ نے میری پریشانی دور کرنے کے لئے یہ تکلیف فرمائی ہے۔

۲: ایک مرتبہ محترمی ومکرمی حکیم نذیر حسین صاحب آف مردانہ ضلع سیالکوٹ حاضر خدمت ہوئے۔ میں بھی حاضرِ خدمت تھا۔ دوران گفتگو حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ نے فرمایا کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ نماز میں آنکھیں بند کرنے سے سرور آتا ہے جبکہ یہ خلافِ سنت ہے اگر آنکھیں بند کرکے نماز پڑھنے میں سرور ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آنکھیں بند کرکے نماز ادا فرماتے۔ جب حکیم صاحب اجازت لے کر اٹھے تو میں الوداع کہنے کے لئے لاری اڈہ تک گیا تو مجھے کہنے لگے آنکھیں بند کرکے نماز پڑھنے والی بیماری مجھ میں ہے کیا تو نے تو نہیں بتایا تھا میں نے کہا مجھے تو علم ہی نہیں تھا کہ آپ آنکھیں بند کرکے نماز پڑھتے ہیں نیز حکیم صاحب کے متعلق حضرت صاحب قبلہ نے فرمایا کہ مزارات سے حکیم صاحب کو جو کچھ حاصل ہونا تھا وہ ہوگیا ہے۔

۱۴ : نارنگ منڈی قیام کے دوران وہابیوں سے مباہلہ تک کی نوبت آگئی میں کسی آدمی کو بھیج نہ سکا اور نہ ہی کوئی خط لکھ سکا اسی دوران فیروز والا متصل گوجرانوالہ سے کچھ لوگ حضرتِ حافظ الحدیث قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمیں کسی پختہ عالم دین کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا مزدی صاحب تو ہیں مگر وہ مباہلہ کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے جائیں گے نہیں۔

طلباء پر شفقت : طالب علمی کے زمانہ میں گھر سے واپس آیا تو خیال پیدا ہوا کہ آپ کی خدمت کرنی چاہیئے۔ اس خیال سے کچھ روپے پیش خدمت کئے آپ نے فرمایا انہیں خود اپنے استعمال میں لانا میں نے جب اصرار کیا تو آپ نے فرمایا تمہارا مقصد مجھے خوش کرنا ہے یا کوئی اور غرض ہے۔ عرض کی جناب مقصود تو آپ کی رضا ہی ہے فرمایا تو ان پیسوں کا دودھ پینا اور خوب دلجمعی سے پڑھنا یہ میرے لئے اپنے استعمال کرنے سے زیادہ خوشی کا باعث ہوگا۔ اسی طرح جب آپ میو ہسپتال داخل تھے فقیر عیادت کے لئے حاضر ہوا تو بجائے اس کے کہ میں آپ کا حال پوچھتا آپ میری عیادت فرماتے رہے۔ یہ آپ کی شفقت تھی میں نے تقریباً نو صد روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا آپ نے یہ کہہ کر واپس فرما دیئے کہ تیرے بچے میرے بچے ہیں۔ اسلیئے ان پر خرچ کر دینا۔

نیز میں نے تدریس کی ابتداء ۱۹۷۹ء میں موضع کھوہار تحصیل کھاریاں میں مولانا محمد عبداللہ صاحب قادری کے مدرسہ میں کی انہوں نے رجب شریف میں مجھے جواب دے دیا اور کہا کہ آئندہ اگر ضرورت پڑی تو بلا لیں گے میں نے حاضر خدمت ہو کر صورتِ حال عرض کی۔ آپ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا آدمی تین ماہ تو بھوکا رہے پھر ان کا کام کرے آپ یہ نو سو روپیہ لے جائیں اور بچوں پر خرچ کریں پھر آپ نے ملاقات ہونے پر مولانا عبداللہ صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تو انہوں نے چھٹیوں کی تنخواہ پیش کر دی اور آپ نے وہ نو سو روپیہ بھی واپس نہ لیا۔

فوائدِ حدیث : ایک دفعہ دورانِ سبق حدیث شریف وَاللّٰہُ یُعْطِی وَ اَنَا قَاسِمٌ کی تشریح میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا مطلق ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تقسیم بھی مطلق ہے لہٰذا آپ کا قبضہ و تصرف بھی مطلق ہوگا۔ بین السطور ای العلم لکھا تھا میں نے عرض کی جناب بین السطور کی عبارت سے تقیید ہو رہی ہے آپ نے فرمایا دیکھنا بین السطور کہیں کوئی دیوبندی نہ گھسا بیٹھا ہو۔ مزید فرمایا کہ اگر العلم کی مان لیں تو بھی ہمیں مضر نہیں کیونکہ منکرینِ کمالات نبوت علم میں ہی تو جھگڑا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ والی حدیث۔ کا میں نے ترجمہ کیا کہ آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا حضرت صاحب قبلہ نے فرمایا یہ ترجمہ صحیح نہیں میں نے پھر یہی ترجمہ کیا آپ نے پھر یہی فرمایا یہ ترجمہ صحیح نہیں میں نے سیاق و سباق دیکھا

تو یہی ترجمہ بنتا تھا۔ عرض کی اور ترجمہ کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ السّلام کی جانب کو ہم بائیں جانب نہیں کہہ سکتے اس لئے ترجمہ دوسری جانب کریں گے۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم : مسجدِ نبوی کی توسیع کے سلسلہ میں نجدیوں نے جب صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے مزارات کو اکھیڑا تو اُن کے اجسادِ طاہرہ کے بالکل صحیح نکلنے پر اہلِ سُنّت بہت خوش تھے کہ یہ ہمارے مذہب کی حقانیّت کی دلیل ہے۔ مقبولانِ بارگاہِ الٰہ کو مٹی نقصان نہیں پہنچاتی آپ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا تو آپ آبدیدہ ہوگئے۔ فرمانے لگے یہ بات بجا ہے ان صحابہ کرام کو سرکار سے جو قربِ مکانی حاصل تھا بظاہر محروم کر دیئے گئے یہ اس درد کا ادراک وہی کر سکتے ہیں ہمیں اس کا کیا پتہ چل سکتا ہے۔
بخاری شریف کا سبق پڑھتے وقت جب حضور علیہ السّلام کے وصالِ مبارک کی حدیثِ مبارک آئی ہم عادت کے مطابق عبارت پڑھتے رہے۔ آپ کی طرف توجّہ نہ دی۔ ہماری جماعت محنتی طلباء پر مشتمل تھی جس نے عبارت پڑھنی ہوتی وُہ طلباء کی گرفت سے بچنے کے لئے خوب تیاری کر کے آتا اور دوسرے طلباء بھی اعرابی غلطیاں نکالنے میں خوب تگ ودو کرتے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ خاموش رہتے۔ طلباء کی استعداد بڑھانے کے پیشِ نظر اس مقابلہ پر حوصلہ افزائی فرماتے۔ ہم عبارت پڑھ کر آپ کی طرف متوجّہ ہوئے تو آپ زار و قطار رو رہے تھے حتیٰ کہ ہم سبق بھی نہ پڑھ سکے دوسرے دن بھی یہی کیفیت ہوگئی اور سبق نہ ہوا تیسرے دن بھی کیفیت یہی رہی۔ ...... مگر آپ نے وُہ خاص جملے چھوڑ کر باقی سبق پڑھا دیا۔

خلافت و نیابت : ایک روز خلافت کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا بعض دفعہ ایسے شخص کو بھی اجازت مل جاتی ہے جس کی تکمیل نہ ہوئی ہو اور یہ اجازت ہی اس کی تکمیل میں ممد ثابت ہوتی ہے۔
نیز فرمایا کہ ہمارے حضرت صاحب قبلہ کی خلافت، خلافت علیٰ منہاجِ النّبوّۃ ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق واضح اشارات موجود تھے مگر تصریح نہ فرمائی اسی طرح حضرت صاحب قبلہ کے فرمودات میں بھی واضح اشارات موجود ہیں مگر آپ نے بالعموم تصریح نہ فرمائی نیز حضرت حافظ الحدیث قبلہ نے ارشاد فرمایا۔ الانسان فی القرآن کے باب توحید فی الخلق کے اختتام پر حضرت سرکار کیلوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔ " یاد رہے" کہ عالم موجودات سے عالم محسوسات اور عالم محسوسات سے عالم معلومات اور عالم معلومات سے عالم معروفات تک مشیّتِ ایزدی اور اس کے فضل سے رسائی ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے انسان کی رسائی نہیں ہے ہاں جسکو چاہے اپنی کمال عنایت سے عالم قدس کے پرتو سے محو کر دے ایسے شخص کی نظر میں ادنیٰ مقام سے اعلیٰ تک اسفل سے ارفع تک کا کوئی حجاب نہیں رہتا اس کے علم و دانش میں توحیدِ باری تعالیٰ کا عرف فی الخلق فی السّر اور فی الذات ہو جاتا ہے۔ اور صفات کا فرق ذات سے اور حدث کا قدم سے فعل کا فاعل سے فرق تمیز ہو

جاتا ہے۔ تب عارف اور توحید کا تاجور ہوتا ہے۔

پس ایسا شخص معلم التوحید صاحب طریقت اور قابل ارشاد ہوتا ہے۔

(الانسان فی القرآن صفحہ ۳۶۸)

پھر جس کو بحمد اللہ تعالیٰ یہ مقام حاصل ہو گیا ہے اسے بالتصریح اجازت کی ضرورت[1] ہی نہیں۔

ایک دفعہ منڈی بہاؤالدین میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس میں شرکت کر کے حاضر خدمت ہوا۔ فرمایا جلوس کیسا رہا، عرض کی کہ بہت اچھا رہا، پھر فرمایا: تقریر کس نے کی۔ عرض کی کہ مولینا مفتی عبدالشکور ہزاروی صاحب نے پوچھا تقریر کس موضوع پر کی ہے میں نے عرض کی کہ فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر انتہائی مدلل تقریر فرمائی ہے اور چند منٹ آپ کے متعلق بھی کلمات الثناء ارشاد فرمائے ہیں حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ چند منٹ بھی فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے پر صرف کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

مسئلہ دیت پر غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کا مضمون اخبار میں شائع ہوا تو آپ نے اسکی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جس مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہیں۔ سب تشنگی ختم کر دیتے ہیں۔

مہمان نوازی:

آپ کی ظاہری زندگی کی آخری ملاقات کے موقع پر بندہ علی الصبح حاضر ہوا۔ حافظ محمد یوسف ساکن کولوتارڑ تحصیل حافظ آباد بھی حاضر خدمت تھے۔ گفتگو جاری تھی کہ گھر سے ایک مائی صاحبہ حاضر ہوئیں کہ حضور ناشتہ تیار ہے آپ نے فرمایا کہ مہمانوں کے لئے ناشتہ تیار ہو گیا ہے عرض کیگئی ابھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ٹھہر کر ناشتہ کروں گا۔ جب تیسری دفعہ حاضر ہوئیں تو آپ نے پھر مہمانوں کے ناشتہ کے متعلق پوچھا تو وہی عرض کی گئی آپ نے فرمایا میں نے تو یہیں رہنا ہے اور ان مہمانوں سے کوئی دور سے آیا ہے اور کسی نے دور جانا ہے۔ ان کی تمہیں کوئی فکر نہیں ہے۔

---

[1]: یہ وہ مقام ہے جس پر حضرت صاحب کیلوی قدس سرہٗ کے ارادتمندوں میں سے جو کوئی عبادت، ریاضت اور مجاہدہ اور خصوصاً حضرت صاحب کیلوی کی باطنی توجہ سے پہنچ گیا وہی صاحب مجاز اور قابل ارشاد ہے۔ حضرت صاحب کیلوی علیہ الرحمۃ کے متوسلین میں سے اس معیار کے اولاً و بالذات مصداق حضرت حافظ الحدیث قدس سرہٗ ہی ہیں۔ (فقیر جلالی)

مرتبہ: ظہور احمد جلالی

ملفوظات

انتخاب: مخدوم ملت صاحبزادہ سید محمد محفوظ مشہدی مدظلہ العالی

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کا عجب رنگ تھا، اپنے تلامذہ میں ایسا کرنٹ بھرتے کہ وہ گستاخان رسولؐ کے خلاف شمشیر برہنہ بن کر نکلتے مثال پیش فرمائی کہ آپ کا ایک شاگرد جورا مپور میں خطیب تھا۔ اس کے قریب ایک دیوبندی خطیب تھا جو عمر میں اس سے پختہ تھا۔ قرب مکانی کیوجہ سے اکثر آمنا سامنا ہوتا رہتا۔ مگر یہ سُنی خطیب نہ اُسے بلاتے نہ سلام لیتے بلکہ وہ جس محفل میں ہوتا (غیرت ایمانی کی وجہ سے) پوری محفل کو سلام نہ کہتے کیونکہ اس محفل میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک گستاخ بیٹھا ہے کہیں وہ بھی السلام علیکم کے مخاطبین میں شامل نہ ہو جائے۔ دیوبندی مولوی اپنے بڑوں کی چال کے مطابق ایک طرف سے آکر معانقہ کے انداز میں چمٹ گیا تاکہ لوگ کہیں کہ مولوی صاحبان آپس میں تو معانقہ کرتے ہیں اور ہمیں لڑا ہیں۔ مولینا نے اپنے ساتھی سے برملا فرمایا یہ کپڑے فوراً دھوڈالو کہ ان کے ساتھ ایک گستاخ کا ناپاک جسم مس کر گیا ہے۔

ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ جامعہ رضویہ میں علی الصبح حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ طلبہ سبق پڑھ رہے تھے۔ حضرت محدث اعظم نے فرمایا ہیں ان کو ایک صفحہ پڑھالوں۔ میں نے عرض کی جتنا چاہیں پڑھائیں۔ آپ نے طلباء کو جلدی فارغ کر دیا۔ سبق کے دوران طلباء رد وہابیہ سن کر اَنُوھَابِیَّۃ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ کا نعرہ لگاتے۔ میں نے عرض کی یہ نئی رسم ہے اور آداب کے بھی منافی ہے۔ حضرت صاحب (قدس سرہ العزیز) مسکرائے اور فرمانے لگے درس و تدریس کے لحاظ سے تو ٹھیک نہیں مگر ان کے دل میں وہابیت کی نفرت مکمل طور پر پیدا ہو جائیگی۔

ارشاد: ایک روز ایک بیمار شخص حاضر ہوا جادو کی شکایت کی تو آپ نے بیری کے تازہ پتے لانے کو کہا پتے پیش کئے گئے تو آپ نے پوچھا کہ گھر والوں کو بتا کر لائے ہو (مقصد یہ تھا کہ بلا اجازت نہ ہوں) عرض کیا گیا کہ اجازت سے لائے ہیں تو آپ نے اُن پتوں پر دم فرمایا اور دم سے قبل تیمم بھی فرمایا۔

ارشاد: ایک شخص نے تعویذ کی درخواست کی تو فرمایا۔ عملیات والا معاملہ میرے پاس کوئی نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کسی پر میرے ذریعے مہربانی فرمادے تو کوئی بعید نہیں۔ بادلوں کا ذکر ہوا تو فرمایا یہ بھی مامور من اللہ ہیں پہلے لوگ باران رحمت کیلئے نماز استسقاء پڑھتے تھے۔ مگر فی زمانہ اس کا رواج ہی ختم ہوتا جا رہا ہے۔

عرض: نماز اشراق کا صحیح وقت کیا ہے؟

ارشاد: سورج نکلنے کے ۲۰ منٹ بعد۔

عرض: سُنا ہے نمازِ فجر کے بعد خاموش رہے تب نمازِ اشراق صحیح ہوگی۔

ارشاد: ایک اشراق مشروط ہے اور ایک غیر مشروط، مشروط کی علیحدہ فضیلت ہے اور غیر مشروط کی علیحدہ۔ مشروط میں نماز کے بعد وہیں بیٹھا رہے تو اُس کے گناہ خواہ سمندری جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں معاف ہو جاتے ہیں۔ اور غیر مشروط میں عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اسی مجلس میں ایک فتویٰ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کیساتھ بعض علماء کے جواب بھی منسلک تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ دُور کے علماء کو جائز ہے کہ وُہ جواب دے سکتے ہیں۔ مگر قریب والے عالم کو تحقیق کرنی چاہیئے۔ اُس کو بر تقدیر صدقِ سائل لکھ کر جواب کی ضرورت نہیں۔ اگر فتویٰ دینے میں غلطی ہوگی تو یہ مفتی ہی مجرم ہوگا۔ کیونکہ اس نے قرب کے باوجود تحقیق نہ کی۔

دورانِ گفتگو فرمایا کہ میں اپنے مدرسہ بھکھی شریف میں ملا حسن حسامی اور شرح وقایہ پڑھتا تھا کہ ایک مسئلہ آیا پہلے وُہ مسئلہ مولوی ولی اللہ کے پاس بھی گیا تھا۔ کہ نابالغ لڑکے کی شادی بالغہ لڑکی سے کر دی ہے بعد میں پتہ چلا کہ ہم نے غلطی کی ہے۔ طلاق لینے کے لیئے کوشاں تھے۔ مولوی ولی اللہ نے جواب دیا کہ لڑکا جب تک بالغ نہ ہو طلاق نہیں ہو سکتی۔ پھر میرے پاس آئے میں نے کہا ایک حیلہ ہے جس سے عند الضرورت طلاق دلوائی جا سکتی ہے۔ پھر ہم مولوی ولی اللہ کے پاس گئے۔ اور اسے کہا کہ لڑکے کو ایسی دوا دی جائے جس سے لڑکے کو احتلام ہو جائے تو طلاق دلوائی جا سکتی ہے مگر وُہ نہ مانا۔ میں نے کہا کہ یہی مولوی نکاح توڑے گا بھی اور جوڑے گا بھی ہم نے مسئلہ مفتی کفایت اللہ دیوبندی کو لکھ بھیجا۔ اس نے جواب لکھا کہ علمائے بلد کے سامنے فریقین حاضر ہو کر مجبوری ظاہر کریں تو علمائے بلد تفریق کرا دیں۔ تو وُہ فریقین فتویٰ دیوبندی مولوی ولی اللہ کے پاس لے کر گئے تو اس نے تفریق کر دی اور دُوسری جگہ نیا نکاح پڑھ دیا۔ اگرچہ وُہ مولوی گستاخ و بے ادب تھا مگر مسئلہ فقہی ہونے کی وجہ سے میں نے اشاعت نہ کی۔

ارشاد: کسی مولوی کی علمی و عملی غلطی کی تشہیر بطور توہین جائز نہیں ممکن ہے اس کی تذلیل میں اپنے نفس کو خوشی حاصل ہو یہ بُری بات ہے۔ مگر عقائد کی خرابی پر نرمی برتنا بھی بُری بات ہے۔

ارشاد: بریلی شریف میں ایک شخص بدایوں کا رہنے والا سکول پڑھا ہُوا اور ترجمہ قرآن بھی جانتا تھا ہمارے ہم سبق مولینا سید مسعود علی مظہر جبلپوری سے مسئلہ دریافت کیا کہ ارشادِ باری تعالیٰ لَا یَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ مترجمہ: اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ حالانکہ نفس الامر میں اس کا عکس ہے۔ کہ ناپاک اور بے وضو لوگ بھی قرآن پاک کو پکڑ لیتے ہیں۔ لیکن سید صاحب نے جواب میں مزاح سا کیا اور وُہ کبیدہ خاطر ہو کر چلا گیا۔ صبح ہمارے پاس آیا میں نے بڑے آرام سے مسئلہ سمجھایا کہ آیت کریمہ لَا یَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ خبر نہیں بلکہ انشاء ہے نہی بصورتِ نفی ہے۔ بفظاً خبر اور معنیً انشاء ہے۔ وُہ بہت ہی شکر گزار ہُوا۔ عصر کی نماز ہمارے

ساتھ پڑھی۔ دس روپے پیش کئے میں نے کہا یہ اُجرت بنتی ہے اسلئے میں نے نہ لئے وہ کہنے لگا میں طالب علم سمجھ کر دے رہا ہوں۔

ارشاد: ایک روز ارشاد ہوا عالم کو اصُول کی پابندی کرنی چاہیئے۔ سائل کی غلطی کو بار بار نہ پکڑے۔ محدّث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصل آباد دورانِ تقریر ایک مسئلہ کے متعلق فرمایا تھا کہ میں اس مسئلہ میں بال کی کھال اُتار سکتا ہوں مگر عوام کو گمراہی میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ یہ کہہ کر آسان لفظوں میں مسئلہ بیان فرما دیا۔

ارشاد: ایک روز ارشاد ہوا کہ ۱۹۴۹ء میں ایک شخص میرے پاس آکر دریافت کرنے لگا کہ میرے بھائی نے باپ کی منزبہ سے شادی کرلی ہے اور اس سے اولاد بھی ہے میں نے پوچھا شادی کئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ کہنے لگا پینتالیس برس۔ میں خاموش ہوگیا کچھ دیر بیٹھنے کے بعد تنگ آ کر کہنے لگا یا تو تمہیں مسئلہ آتا نہیں یا بتانے سے گریز کرتے ہو۔ میں نے کہا جو مرضی ہے سمجھ لو آخر میں نے اُسے کہا کہ پینتالیس سال تو کیوں خاموش رہا۔ کہنے لگا اب وُہ مجھ سے ناراض ہے تو میں نے کہا تیرا مسئلہ پوچھنا دینی غرض سے نہیں نفسانی خواہش پر مبنی ہے اس لئے مسئلہ بتانے سے کوئی مقصود حاصل نہ ہوگا۔

ارشاد: ایک روز ارشاد ہوا قولِ فقہاء ہے مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اَھْلَ زَمَانِہٖ فَھُوَ جَاھِلٌ آجکل مفتی نفرت پھیلاتے ہیں۔ نفرت نہیں پھیلانی چاہیئے۔ لوگ ہمیں عالم سمجھ کر آتے ہیں اگر ہمیں کچھ اور سمجھیں تو ممکن ہے ہمارے پاس آنا ترک کر دیں۔ (موجودہ دَور میں) علماء کو کم از کم اپنے لبادہ اور بھیس کا لحاظ رکھنا چاہیئے .... (پھر ایک مثال بیان فرمائی) ایک مغل بادشاہ کے پاس ایک مراثی آیا تو بادشاہ نے اُسے کچھ نہ دیا۔ وُہ جنگل میں چلا گیا اور فقیروں کے بھیس میں بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے جب اُس کی شہرت سنی تو مُلاقات کیلئے گیا اور ایک تھیلی نذرانہ کے طور پر پیش کی (اس نے پھینک دی) پھر دوسرے دن آکر اس نے شاہی دربار میں سوال کیا بادشاہ نے (پہچان کر) سوال کیا کہ کل تھیلی پھینک دی تھی۔ آج سوال کرتے ہو۔ اس نے کہا کل درویشی بھیس میں تھا اگر قبول کر لیتا تو درویشی پر حرف آتا تھا۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْآخِرَۃِ لَا یَحْصُلُ اِلَّا بِالذُّلِّ: اگر دین کے ذریعے دُنیا حاصل ہوتی ہو تو اسے دُنیا نہ سمجھنا چاہیئے۔ فرمایا حضرت ابراہیم منصوری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سے ایک عورت گذری عورت نے غور سے دیکھا۔ وجہ پوچھنے پر عرض کرنے لگی۔ زیارتِ مرداں کفایتِ گناہ۔ تو آپ رو پڑے اور فرمایا۔ وُہ لوگ قبروں میں چلے گئے ہیں اسی طرح ہم عالم نہیں ہیں۔ بس عالم کا لیبل لگ گیا ہے۔ اسے نبھانا چاہیئے اور حسنِ خلق اور حسنِ معاشرت کو اپنانا چاہیئے۔ مثال دی کہ سکول ماسٹروں کے لئے جے وی وغیرہ کے کورس ہوتے ہیں۔ اگرچہ بغیر کورس کے بھی پڑھا سکتے ہیں مگر علماء کیلئے بھی کورس ہے۔ "تزکیۂ نفس" مگر اب مفقود ہے ؎

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے رُوم ❊ تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد!

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا۔

ایک روز آپ کی مجلس مقدس میں اجزائے ایمان پر مولینا حافظ کریم بخش صاحب اور بندہ (ظہور احمد جلالی) کی گفتگو ہوئی۔ آپ خاموش رہے۔ حافظ صاحب فرماتے تھے۔ کہ جمہور کے نزدیک تصدیق با لجنان اقرار باللسان اور عمل بالارکان کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ جن لوگوں میں عمل بالارکان پایا جاتا ہے۔ ان میں ایمان کا ایک جز پایا گیا۔ انہیں من وجہ مومن کہنا چاہیئے۔ تو بندہ (ظہور احمد جلالی) نے کہا۔ ان کے نزدیک چونکہ ایمان کل ہے۔ تو کل اس وقت پایا جاتا ہے جب تمام اجزاء پائے جائیں۔ اور جز کے انتفاء سے کل منتفی ہوجاتا ہے۔ (کلی اور کل میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ جز کے انتفاء سے کل منتفی ہو جاتا ہے۔ اور جزی کے انتفاء سے کلی منتفی نہیں ہوتی) عمل بالارکان میں باقی دو جز نہیں پائے جاتے لہٰذا ایمان نہیں پایا جاتا۔ آپ سماعت فرماتے رہے تو پھر .... اس پر ارشاد فرمایا۔ اجزاء دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اجزائے حقیقیہ جو موقوف علیہ بنتے ہیں (۲) اجزائے فرعیہ جو موقوف علیہ نہیں بنتے۔ اجزائے فرعیہ جیسے ناخن بال، ہاتھ اور پاؤں۔ اجزائے حقیقیہ جن پر انسانی زندگی موقوف ہے۔ مثلاً دل، سر وغیرہ۔

اہل سنت (ماتریدیہ) کے نزدیک عمل بالارکان۔ اجزائے فرعیہ کی مانند ہیں اور معتزلہ کے نزدیک اعمال اجزائے حقیقیہ میں داخل ہیں۔ نیز فرمایا تصدیق ہمارے نزدیک لَوْلَاہُ لَامْتَنَعَ کے درجہ میں ہے اور دیگر علماء کے نزدیک مُصَحِّحِ لِدُخُوْلِ الْفَاءِ کے درجہ میں ہے۔

ارشاد: ایک دفعہ میں گجرات گیا مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ اُس وقت گلزار مدینہ میں جمعہ کی تقریر فرما رہے تھے۔ اور جمعہ کسی دوسری جگہ پڑھاتے تھے۔ میں بھی تقریر سننے کے بعد مفتی صاحب کے ساتھ تانگے میں بیٹھ گیا۔ راستہ میں مفتی صاحب نے پوچھا کہ آپ کون سی کتابیں پڑھ رہے ہیں۔ عرض کی ملاحسن انہوں نے پوچھا اجزائے ذہنیہ اور اجزائے خارجیہ میں کیا فرق ہے تو میں نے کہا اجزائے ذہنیہ کا آپس میں حمل ہوسکتا ہے۔ اسی طرح کل پر بھی حمل ہوسکتا ہے۔ مگر اجزائے خارجیہ کا نہ آپس میں حمل ہوسکتا ہے نہ کل پر۔ اَلْاِنْسَانُ حَیْوَانٌ نَاطِقٌ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مگر اَلْبَیْتُ سَقْفٌ یا اَلْبَیْتُ جِدَارٌ کہنا جائز نہیں۔

اس پر مفتی صاحب بہت خوش ہوئے فرمانے لگے۔ آپ کی کوشش بہت مبارک ہے مگر جو مقام فقہ اور اصول فقہ کا ہے وہ منطق کا نہیں۔ علماء کو جو مقام فقہ اور اصول فقہ سے حاصل ہوتا ہے وہ منطق و فلسفہ سے نہیں ہوسکتا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر آدمی فقہ اور منطق دونوں میں کوشش کرے تو ......

مفتی صاحب نے فرمایا یہ تو بہت ہی اچھا ہے۔

ارشاد: ایک روز مولینا محمد بشیر مصطفوی میرپوری نے عرض کی کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کملی والے

آفتاب جلالی (صفحہ ۱۶)

کے لفظ استعمال کرنا کیسا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اشتیاقِ محبت میں اگر کوئی غیر محتاط لفظ استعمال ہو بھی جائے تو معاف ہو جاتا ہے جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور چرواہے کا واقعہ مشہور ہے۔ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل بے شمار ہیں۔ اگر محبت سے صرف یہ بھی کہہ دے تو صحیح ہے۔ دورانِ مجلس یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مولوی کو محتاط رہنا چاہیئے۔ عوام کو "کیوں کیوں" کی عادت نہیں ڈالنی چاہیئے۔ ابتداء ابتداء میں بھکھی کے لوگوں نے مجھ سے جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا مسئلہ پوچھا میں نے کہا کسی اور عالم سے پوچھو مجھ پر تمہیں اعتبار نہیں ہے۔ تمام لوگ یک زبان کہنے لگے کہ ہمیں آپ کی زبان پر اعتبار ہے۔ میں نے کہا اگر اعتبار ہوتا تو مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی میرا ہمیشہ کا عمل ہے کہ احتیاط الظہر پڑھتا ہوں۔

ارشاد: مولانا محمد بشیر مصطفوی نے کہا کہ تصورِ شیخ میں کبھی لطف کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ فرمایا ذکر قلبی بھی ساتھ ہو تو انشاء اللہ کام بنا رہے گا۔

ارشاد: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت بڑا مقام ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ ہے کہ بعض کا نام ذکر کرتا ہے اور جزا و سزا مرتب فرما دیتا ہے جیسے فرعون۔ ہامان۔ قارون اور حضرت ابراہیم و اسماعیل موسےٰ و عیسیٰ علیہم السلام لیکن یہ طریقہ بہت کم ہے۔ اور اکثر طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نام ذکر نہیں کرتا بلکہ کوئی خاص وصف ذکر فرماتا ہے خواہ بُرا ہو یا اچھا اور اس پر وعدہ و وعید مرتب فرما دیتا ہے۔ جیسے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ : اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ اور یہ بہت ہی مستعمل ہے۔ قرآن مجید میں آپکا نام تو صراحۃً ذکر نہیں بلکہ آپکا وصف خاص ذکر کیا ہے جیسے ارشاد فرماتا ہے۔ سورہ انفال رکوع ۴ وَالَّذِیْنَ اٰمنو وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولٰئک ھم المؤمنون حقاً۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف ذکر کئے ہیں وہ تمام صدیق اکبر میں موجود ہیں۔ یہاں دو قسم کے لوگوں کا بیان ہے ایک مہاجرین کا اور دوسرا انصار کا۔ مہاجرین کی صف اول میں نام صدیق اکبر کا آتا ہے جس کو مخالفین بھی تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ شیعوں کی کتابوں میں موجود ہے کہ عرب کھوجی تھے اسلئے حضور کو صدیق اکبر نے تین میل اپنے کندھے پر اُٹھا کر غارِ ثور میں لائے اور سواری بننے کا شرف حاصل کیا۔ ادھر فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ کے بت گرائے جا رہے تھے۔ لیکن کچھ بت اُونچے تھے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا کہ میرے کندھوں پر بیٹھ کر ان بتوں کو گرا دو۔ لیکن حضرت علی نے معذرت پیش کی۔ اور عرض کیا کہ حضور آپ میرے کندھے پر سوار ہو کر گرا دیں اس پر حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم بارِ نبوت نہیں اٹھا سکتے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نے اپنا ایک قدم مبارک رکھا تو حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے ریزہ ریزہ ہو گیا ہو چنانچہ حضور کے فرمان کے مطابق جب حضرت علی آپ کے کندھے پر بیٹھے تو فرماتے ہیں کہ جب میرا جسم آپ کے جسم کے ساتھ مس ہوا تو میں نے اُوپر نگاہ کی تو عرش تک میری نگاہ پہنچ گئی ساتوں آسمانوں کے حجاب اُٹھ گئے یہ بات شواہد النبوت میں ہے یہ تو حضرت علی کی شان

ہے جن کیلئے تمام حجابات اُٹھ گئے جن کے جسم کے ساتھ صرف کندھے مبارک مَس ہوئے اور جنکا جسم پورے کا پورا نبی اکرم علیہ السلام کیساتھ مَس ہوا.
اُن کی کیا شان ہوگی۔ جب غارِ ثور میں آپ صدیق اکبر کی گود میں جلوہ فرما تھے، تو آپ اچانک مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا اے
صدیق تیرے وہ ساتھی جو حبشہ کیطرف ہجرت کر گئے ہیں میں نے انکو دیکھا وہ کشتی میں سوار ہیں اور خوش و خرم ہیں اس پر صدیق اکبر نے
عرض کیا یارسول اللہ مجھے بھی دکھا دیجئے تو آپ نے فرمایا ابھی تک نظر نہیں آرہے بس یہ کہنا تھا تو صدیق اکبر نے عرض کی کہ حضور
اب مجھے نظر آ گئے ہیں۔ آپ کے جسم سے جو چیز بھی مَس کر گئی اُس کے سامنے کوئی حجاب نہ رہا یہ اسکا ہی کرشمہ ہے کہ سینکڑوں
کوس دور صدیق اکبر حبشہ میں اُن کو کشتی میں سوار دیکھ رہے ہیں۔ یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب نبی کو مان کر مَس ہو ورنہ تو کافروں
کے جسم بھی آپ کیساتھ لگتے رہے حضرت علی نے دل و جان سے مان لیا تب اُن کو یہ مقام حاصل ہوا تو اگر صدیق اکبر نے
دل و جان سے نہ مانا ہوتا تو آپکے حجاب کیونکر اُٹھتے صدیق اکبر کو یہ مقام عطا ہونا اس چیز کی غمازی کرتا ہے کہ انہوں نے آپکو دل و
جان سے مان لیا تھا اس طرح ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ اونٹنی پر نبی پاک کے پیچھے سوار تھے اور امیر معاویہ کا شکم ذرا بڑا تھا اسلئے اپنے
شکم کو سکیڑنے کی کوشش کرتے اور اپنا پیٹ پیچھے کھینچتے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے معاویہ اپنا پیٹ پیچھے نہ کھینچ تیرے جسم کا جو حصہ میرے
ساتھ لگ گیا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائیگی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ لگ گئے۔ تو مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کے
جسم مبارک سے جو چیز لگ گئی اس پر آتشِ دوزخ حرام ہو گئی تو پھر کہنا۔ صدیق اکبر معاذاللہ دوزخی ہیں کتنی بڑی خباثت ہے۔
دُوسری بات یہ کہ اگر صدیق اکبر کی شان میں اس قسم کے الفاظ جیسے بے ایمان کہنا اور دوزخی کہنا وغیرہ بولے جائیں تو یہ صدیق
اکبر کی توہین نہیں بلکہ خود حضور کی شان میں گستاخی ہے کیونکہ صدیق اکبر پورے تیئس برس آپ کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے اور نبی پاک علیہ السلام
ہر نماز میں یہ پڑھتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم۔ تو مطلب یہ ہوا معاذاللہ آپکی دُعا قبول نہیں حالانکہ رب فرماتا ہے جسوقت بھی میرا کوئی
بندہ مجھے پکارے اور دُعا کرے میں قبول کرونگا اور کرتا ہوں اگر مومن کی دُعا رد نہیں ہو سکتی تو نبی بلکہ سید الانبیاء کی دُعا کیسے رد ہو سکتی ہے
یہ اعتراض حضور پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہے کیونکہ حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ اور حضور کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔
صدیق اکبر کی کوشش سے پانچ صحابی جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ایمان لائے جن کو دُنیا میں جنت کی خوشخبری دی گئی تو جنکی کوشش سے
جو ایمان لائے جنکو دُنیا میں جنت کی خوشخبری دی ہو ایمان لانیوالے تو جنتی ہوں تو کیا جنکی وجہ سے ایمان لائے وہ جنتی نہیں اور ان میں
سے دو ایسے صحابی ہیں جنکو خود حضور نے فرمایا فداک ابی و امی یعنی حضرت سعد اور حضرت زبیر صدیق اکبر جب ایمان لائے تو آپکے پاس
چالیس ہزار اشرفیاں تھیں وہ تمام راہِ خدا میں صدقہ کر دیں۔ اور انکو رفاہِ عامہ کیلئے خرچ کیا گیا اور کچھ رقم سے مسجد نبوی کی زمین خریدی
گئی، جس کی شان یہ ہے جس نے چالیس نمازیں پڑھ لیں۔ اُس پر جنت ضروری ہو گئی۔ صدیق اکبر جس وقت ایمان لائے اسوقت
حضور نبی کریم علیہ السلام کے پاس نہ تو ظاہری مال و دولت تھی اور نہ لاؤ لشکر تھا تو پھر اس وقت کیا لالچ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اسوقت ایمان
لانا تو اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبیہ وعلیٰ آلہٖ وسائر صحابتہٖ وسلم

سے آزاد ہوئیں اور وہاں صلوٰۃ وسلام کے جانفزا نغمے گونج اُٹھے۔ آپ طلباء کے مطالعہ و تکرار کا بہت خیال رکھتے تھے اگر کوئی طالب علم کسی استاذ کے متعلق شکایات کرتا تو آپ طلباء کو اُن کی غلطی کا احساس دلاتے ہوئے فرماتے کہ طلباء کا مطالعہ و تکرار ہی استاذ کے مطالعہ اور تعلیمی شغف کا ایک بڑا ذریعہ ہیں اس طرح استاذ کے مرتبہ و مقام اور عزتِ نفس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی بھی اصلاح فرما دیتے۔

حضرت محدثِ اعظم پاکستان کی بارگاہ میں

جب ہم ۱۹۵۰ء میں دورۂ حدیث شریف پڑھتے تھے بخاری شریف کے سبق کے دوران حضرت شاہ صاحب تشریف لائے۔ حضرت محدثِ اعظم پاکستان کا معمول تھا کہ سبق کے دوران احترامِ حدیث کی آمد پر آپ کے چہرہ پر بشاشت نمایاں تھی یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ تھوڑا تھوڑا تبسم فرما کر کمالِ شفقت سے خوشی و مسرت کا اظہار فرما رہے ہیں۔ دورانِ سبق حدیث پر تقریر فرمانے کے بعد حضرت حافظ الحدیث سے تائید کرواتے حضرت صاحب آہستگی سے تائید کرتے۔ اسی طرح حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے طلباء پر حضرت شاہ صاحب کا مقام واضح فرماتے ہوئے ملک بھر سے آئے ہوئے سینکڑوں طلباء کو فرمایا:

یہ شاہ صاحب ہیں جو جامع معقول و منقول ہیں، ان کا علمی پایہ بہت بلند ہے۔

مجھے اس بات کا بھی فخر ہے کہ حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ اور حضرت استاذ العلماء مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی مانگٹ شریف نے دورۂ حدیث سے فراغت کے موقع پر حضرت صاحب کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کا مشورہ دیا

ایسے واقعات کا مشاہدہ کرنے کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب جیسی شخصیت پر آپ کے استاذ کامل حضرت محدثِ اعظم پاکستان اور شیخ و مربی حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری کو ناز تھا۔ اس کی مثال فی زمانہ مشکل ہے صرف سلف میں ہی ایسی مثالیں ملتی ہیں۔

برخوردار عزیزم خالد محمود نے جب بیعت کے لئے عرض کی تو آپ نے فرمایا کس سلسلہ میں بیعت ہونا چاہتے ہو۔ تو عرض کی۔ جس میں آپ کی مرضی ہو۔ فرمایا آپ کو رغبت اور میلان کس طرف ہے؟ عرض کی سلسلہ قادریہ رضویہ کی طرف میلان زیادہ ہے تو آپ نے قادری سلسلہ میں داخل فرمایا۔ اس طرح جہاں آپ نے نقشبندی سلسلہ کو ترویج دی وہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کے فیضان کو بھی تقسیم فرمایا۔

تحریر: سید محمد عبداللہ قادری:

شیخ الحدیث سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی قادری

میری ڈائری کے چند اوراق

شیخ الحدیث حضرت سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن بھکھی شریف ضلع گجرات کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا وجود مسعود اہل سنت کے لئے باعث برکت اور مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ بلند پایہ عالم دین تھے عظیم روحانی پیشوا تھے۔ سلسلۂ نقشبندیہ و قادریہ کے اسلاف کی انمول یادگار تھے۔
آپ نے ضلع گجرات کی پسماندہ تحصیل پھالیہ میں علم و فضل اور درس و تدریس کی شمع اس وقت روشن کی جب کہ دور دور تک جہالت کا دور دورہ تھا۔ دار العلوم محمدیہ رضویہ آپ کی زریں اور انمٹ دینی و ملی خدمات کا زندۂ جاوید ثبوت ہے۔

راقم الحروف کے والد محترم جناب سید نور محمد قادری سے حضرت شیخ الحدیث کے بڑے دیرینہ مراسم تھے۔ اسی وجہ سے وہ اس فقیر کے ساتھ بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے۔

۱۹۸۳ء میں حضرت جب زیادہ بیمار ہوگئے اور بغرض علاج میو ہسپتال لاہور میں داخل ہوئے تو میں ان دنوں لاہور میں بغرض ملازمت مقیم تھا۔ اور میرا مستقل قیام جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری دام ظلہٗ۔ سرپرست و بانی مرکزی مجلس رضا کے ہاں تھا۔ حضرت شیخ الحدیث کی لاہور میں آمد اور میو ہسپتال میں داخلہ کی خبر اہل سنت کے حلقوں میں جلد ہی مشتہر ہوگئی۔ اور علماء و مشائخ حضرت کی عیادت کے لئے میو ہسپتال میں پہنچنے شروع ہوگئے میں بھی قریب قریب ہر روز یا کبھی دوسرے دن حضرت کی عیادت کے لئے ہسپتال جاتا۔ آپ کی خیر و عافیت دریافت کرتا اور کچھ وقت حضرت کے صاحبزادوں کے ساتھ گذارتا۔

۱۹۶۷ء سے میری عادت ہے کہ میں تقریباً ہر روز۔ روزمرہ کے حالات و واقعات کے بارے میں ڈائری لکھتا ہوں۔ خصوصاً لاہور کے قیام کے دوران تو یہ عادت بہت ہی پختہ ہوگئی۔ حضرت کی بیماری اور قیام لاہور کے بارے میں میں نے جو کچھ ڈائری میں لکھا وہ ذیل میں نقل کیا جارہا ہے۔

(۱) ۱۰/اپریل ۱۹۸۳ء۔ سہ پہر کو میں جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب قبلہ اور میاں زبیر احمد قادری ضیائی صاحب کے

ہمراہ میو ہسپتال میں حضرت علامہ مفتی محمد نور اللہ صاحب بصیر پوری کی عیادت کو گیا تو وہاں پہلے سے جناب پیر سید محمد حسن شاہ صاحب مالک نوری بک ڈپو اور مولوی بانغ علی نسیم بھی موجود تھے کچھ دیر مفتی صاحب کے پاس ٹھہرے اور واپسی پر ہسپتال کے دروازہ پر سید محمد محفوظ مشہدی صاحب سے ملاقات ہوئی اور اُن سے معلوم ہُوا کہ اُن کے والد حضرت سید جلال الدین شاہ صاحب بیمار ہیں اور علاج کے لئے میو ہسپتال میں داخل ہیں۔ یاد رہے کہ اس وقت اہل سُنّت کے دو ممتاز عالم بغرض علاج میو ہسپتال میں داخل ہیں۔ ایک حضرت شیخ الحدیث، دوسرے مفتی محمد نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما

(۲) ۱۲ اپریل ۱۹۸۳ء : دفتری اوقات سے فارغ ہو کر علیم صاحب کے مطب پر پہنچا تو اُن کی زبانی معلوم ہُوا کہ حضرت زیادہ علیل ہو گئے ہیں۔ آپریشن بھی ہُوا ہے اور سیالکوٹ وارڈ میں داخل ہیں۔ میں بوجہ مصروفیت ہسپتال نہ جا سکا۔

(۳) ۱۳ اپریل ۱۹۸۳ء : سہ پہر کو مَیں حضرت حکیم محمد موسیٰ صاحب اور میاں زبیر احمد قادری مالک۔ رضا پبلیکیشنز کے ہمراہ حضرت شیخ الحدیث کی عیادت کو ہسپتال گیا وہاں ہم لوگ کافی دیر تک ٹھہرے رہے اسکے بعد فیصل آباد وارڈ میں جا کر مفتی صاحب کی عیادت کی۔ مفتی صاحب پر فالج کا حملہ ہُوا ہے۔ اور اس وقت سخت تکلیف میں ہیں۔

(۴) ۱۴ اپریل ۱۹۸۳ء ۔ سہ پہر کو دفتر سے فارغ ہو کر حضرت کی عیادت کو میو ہسپتال گیا۔ میرے ساتھ جناب حکیم عبدالرشید سلطانی صاحب اور سید اظہر حسین شاہ صاحب گجراتی بھی تھے حضرت کو کافی افاقہ تھا۔ پنجابی میں فرمانے لگے۔

"شاہ صاحب تسیں اوسے پندرہ چک دے او ناں جیہڑا ساڈے کول اے؟"

مَیں نے اثبات میں جواب دیا تو فرمایا۔

"مُن تے تسیں اپنے ہوئے ناں"۔

اتنے ہی میں مفتی محمد نور اللہ صاحب کے ایک مُرید آئے اور عرض کیا کہ مفتی صاحب کی حالت زیادہ نازک ہو گئی ہے۔ اس پر شیخ الحدیث نے فرمایا۔

"کسی کو کیا معلوم ہے کہ مفتی صاحب کتنے بڑے عالم دین ہیں۔ ایسے عظیم انسان صدیوں کے بعد ہی پیدا ہوتے ہیں"۔

حضرت کی عیادت کے بعد ہم اُن کے کمرے سے باہر نکلے تو حضرت کے صاحبزادگان سید مظہر قیوم، سید محمد محفوظ اور سید محمد عرفان مشہدی سے ملاقات ہو گئی۔ بڑی محبت سے ملے۔ چائے پلائی اور والد صاحب کی

خیر و عافیت دریافت کی۔

(۵) ۱۵ اپریل ۱۹۸۳ء : چھٹی کے بعد جناب حکیم صاحب دام ظلہٗ کے مطب پر حاضر ہوا، تو سائیں ظفر فریدی صاحب کو منتظر پایا۔ بڑی محبت سے ملے اور ہم دونوں مفتی صاحب اور شیخ الحدیث کی بیمار پُرسی کے لئے میو ہسپتال کی طرف چل پڑے اور شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے مزاج پُرسی کی کچھ دیر بیٹھے اسکے بعد مفتی صاحب کی عیادت کے لئے اُن کے وارڈ کی طرف گئے تو معلوم ہُوا کہ ابھی ابھی مفتی صاحب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ، دل کو دھچکا سا لگا ، آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے علماء اور عوام کا جمِ غفیر جمع ہو گیا۔ ہر شخص اشکبار اور دل گرفتہ تھا۔

۴ بجے کے قریب مفتی صاحب کے لواحقین انہیں بصیر پور لے جانے لگے تو اُن کی چارپائی ہسپتال کے دروازہ کے باہر زیارت عام کے لئے رکھ دی گئی عوام و خواص نے آہوں اور سسکیوں کے جلو میں اس مردِ خدا کی زیارت کی۔ جن میں صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آلومہار شریف۔ مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب اور مظہر قیوم مشہدی صاحب بھی شامل تھے۔

(۶) ۲۴ اپریل ۱۹۸۳ء : فقیر کے والد صاحب جناب سیّد نور محمد قادری صاحب چک ۱۵ شمالی (گجرات) سے آئے ہوئے ہیں۔ حسبِ معمول قیام حکیم صاحب کے ہاں ہے۔ پچھلے پہر میں اُن کی معیت میں جناب پیر کرم شاہ صاحب ازہری آف بھیرہ اور جناب شیخ الحدیث سیّد جلال الدین شاہ صاحب کی عیادت کے لئے میو ہسپتال گیا۔ شیخ الحدیث صاحب بڑی محبت سے ملے۔ اب اُن کی صحت کافی بہتر نظر آتی ہے۔ والد صاحب سے کہنے لگے۔

"شاہ صاحب اَج تے بڑا چنگا کم ہویا اے۔ تسیں دو وے پیو پُتر اکٹھے آئے ہو تہاڈی بڑی مہربانی اے۔"

اس کے بعد پیر صاحب کی عیادت کی اور مدیر نقوش محمد طفیل صاحب سے اُن کے دفتر میں مُلاقات کی۔ یہ ہے جناب شیخ الحدیث کے قیام لاہور کی مختصر داستان جو میں نے اپنی ڈائری کی مدد سے مرتّب کی ہے۔

٭ ٭ ٭

سیّد محمد عبداللہ قادری عفی عنہٗ
چک ۱۵۔ شمالی
ضلع گجرات

٭

حضرت مولینا برکت علی صاحب

مدرسہ بحرالعلوم
بلوچستان

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ زندگی اور کرامات حضرت شیخ الحدیث حافظ علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت علامۃ الزماں قاضیخان وقت سیّدی وسندی ومرشدی قبلہ شاہ صاحب علیہ رحمۃ الواہب یوں تو زمانے میں علم وفضل کے بڑے بڑے فقید المثال اور وحید الزماں علماء وفضلا گزرے مگر اپنے دور میں قبلہ شیخ الحدیث جیسی صاحب کرامت واستقامت ہستی ان گنہگار آنکھوں نے پاکستان کے چاروں کونوں میں ایسی باکمال ہستی کہیں نہ دیکھی اور نہ ان کانوں نے سُنی جلالتِ علمی میں تو آپ اسم بامسمّیٰ اور یگانۂ زمانہ تھے۔ لیکن آپ کے چہرۂ انور کی جلالت جمال آمیز تھی۔ کہ باہر سے آنے والا چہرۂ تاباں کو دیکھتا تو مرعوب ہوتا۔ لیکن جب نورانی محفل سے لطف اندوز ہوتا جلال کی کیفیت جمال میں متبدّل دیکھتا۔ استقامت کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی سارا دن آپ کی نوری محفل میں بیٹھا رہتا تو آپ کی طبیعت پر کبھی بھی انقباض طاری ہوتا ہوا نہ دیکھتا۔

کرامت کی یہ کیفیت تھی کہ بندہ جب ۱۹۷۰ء میں پہلی بار برائے حصولِ علم دین بھکھی شریف وارد ہوا تو اول دن سے لیکر اپنے وطن مالوف مستقل واپس آنے تک تقریباً عرصہ ہشت سال ایک دن بھی طبیعت میں شکستگی نہیں آئی کہ میں کسی اور علاقے میں ہوں یا اپنے وطن مالوف میں ہوں تین سال کے بعد ایک ماہ کے لئے چھٹی پر آیا تو وُہ تیس دن بھی اس گنہگار پر شاق گزرے یہ تو میں نے ابتدائی دور سے لے کر انتہائی عود تک دیکھی اور اگر کبھی دل میں کچھ ملالت بھی آتی تو آکر چہرۂ تاباں کی زیارت کرتا تو وُہ ملالت بشاشت میں تبدیل ہوجاتی۔ دوسری کرامت یہ دیکھی کہ ایک مرتبہ بندہ چھٹیوں میں حاصلانوالہ پڑھنے گیا۔ تو بندہ کا مستقل وہاں رہنے کا ارادہ ہوا۔ جب رمضان کی چھٹیوں میں حاصلانوالہ سے کراچی گیا تو جو کتاب زیرِ سبق تھی وُہ کتاب جادر میں بند کرکے استاد صاحب کے گھر دیدی کہ رمضان کے بعد آکر پھر سبق شروع کردوں گا۔ جب رمضان المبارک کی چھٹیاں کراچی میں گزار کر بھکھی شریف آیا تو حضرت صاحب سے اجازت مانگی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ حاصلانوالہ والے استاذ صاحب کو لالہ موسیٰ والوں نے تدریس کے لئے مدعو کرلیا ہے وُہ تو لالہ موسیٰ جارہے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ حضور اُن کی زیارت کے لئے تو جاؤں تو آپ نے فرمایا کہ آپ کی زیارت بھی کرو اور تمہاری وہاں ایک کتاب ہے وُہ بھی لینے آنا۔ تو میں اپنے دل میں اتنا شرمندہ ہُوا کہ جن سے میں نے یہ بات چھپائی اُن کو پہلے سے پتہ ہے۔ یہ زندہ کرامت دیکھ کر مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی نورانی حدیث یاد آگئی۔ کہ آپ نے فرمایا: اتقوا فراسة المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ تو قبلہ شاہ صاحب کی فراست، وکرامت محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری حدیث قدسی کے عین مطابق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جب فرضی ونفلی عبادت کرکے مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں تو وہ ان آنکھوں سے دیکھتا ہے اسی طرح ان کے کان۔ ہاتھ۔ پاؤں ہوجاتا ہوں تو وہ ان کانوں سے سنتا ہے۔ ان ہاتھوں سے پکڑتا ہے۔ اوران پاؤں سے چلتا ہے۔ تو اس حدیث کی تشریح امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ اپنی تفسیر مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) میں اسی طرح کی ہے کہ "فاذا صار نور جلال اللہ سمعا لہ۔ سمع القریب والبعید واذا صارذ لک النور بصراً لہ رأی القریب والبعید..........؛ پ۱۵ سورۂ کہف زیرآیت ام حسبت ان اصحاب الکہف الخ زیربحث الحجة السادسہ ص۹۱ جزء ۲۱ مطبوعہ جدید ایران۔ تو انہی نفوس قدسیہ سے ایک قبلہ حضرت صاحب کی ذات بابرکات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سمعی۔ بصری۔ یدی۔ رجلی باطنی قوتیں عطا کیں کہ ہماری ظاہری سمع۔ بصر۔ ید۔ رجل ان کے سامنے بالکل ہیچ ہیں۔ انہی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ بھی دیکھی کہ جب ہم شرح تہذیب حضرت صاحب سے پڑھتے تھے تو آپ ہمیں تکرار کی زیادہ تاکید کرتے تھے ہماری جماعت میں کچھ ساتھی تکرار کرنے میں سستی کرتے تھے۔ تو آپ پوچھتے تھے تکرار بھی کرتے ہو یا نہ۔ تو ساتھی کہہ دیتے کہ جی ہاں! تو ایک دن آپ نے غصے میں فرمایا کہ کم ازکم اتنا تکرار تو کیا کریں کہ جھوٹ تو نہ بنے۔ تو میں اپنے دل میں شرمندہ ہوا۔ اور ساتھیوں سے کہا کہ اپنے آپ کو ظاہر کروانا تھا۔ انہی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ دیکھی کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پروگرام ملتان شریف جانے کا ہوا تو بندہ بھی اتفاقاً اپنے وطن مالوف جانے کو تیار تھا۔ تو بھکھی شریف سے لاہور قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ آیا کہ لاہور سے ملتان روانگی ہوگی۔ جب جی۔ ٹی۔ اڈے پر آئے۔ تو اتفاقاً ازدہام کثیر کی وجہ سے ٹکٹ نہ مل سکی۔ تو حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ آپ جائیں۔ ملتان والے ساتھیوں سے کہہ دیں ہم نہ آسکیں گے۔ تو حضرت صاحب واپس دربار داتا صاحب تشریف لائے۔ حقیقت میں جب شاہ صاحب اڈے سے واپس ہوئے اور ابھی تک دربار تک بھی نہیں پہنچے کہ مجھے تو اڈا بسیں اور وہاں کی سرزمین کھانے لگی تو بقول مشفقی مہربان منشی عطا محمد صاحب۔ : شاہ صاحب نے فرمایا برکت علی ہوراں کتھے جاناں ایں۔ اوناں وی واپس ہونا ایں۔ تو شاہ صاحب ابھی تک دربار شریف بمشکل پہنچے ہی تھے کہ میں وہاں پہنچ گیا۔ حضرت صاحب کی کرامتیں انہی کرامتوں تک محدود محصور نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراپا کرامت بنا کر امت مرحومہ کی رشد وہدایت کے لئے منتخب فرمایا۔ پابندی سنت وشریعت اور علم دین کی خدمت قدیم تلامذہ حضرات کی تحریر سے معلوم کرلیں۔ بندہ کے قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ ان کو احاطۂ تحریر میں لائے۔ باقی رہا علمی مقام تو اس میں کسی کو ریب شک کی گنجائش ہی نہیں کیونکہ دوست تو دوست ہیں۔ دشمن بھی اس کے قائل تھے۔ کہ آپ علمی

دُنیا میں غیر معمولی شخصیت تھے ۔ دشمن سے میری مُراد۔ غیر مسلک افراد ہیں۔ کیونکہ آپ کا علمی فیض صرف پاکستان تک محدود نہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک تک پہنچا ہُوا ہے ۔

مکتوبات

مکرّمی محبّی فی اللہ مولوی محمّد اکبر صاحب سلمہ اللہ

السّلامُ علیکمُ وعلی من لدیکم ؛ بعد از ادعیہ صالحہ ما یجبُ لکے ۔ معروض آنکہ سب سے بڑی وصیت وُہ ہے ۔ جو نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر جو پوشیدگی اور ظاہر میں ہو اس کی میں وصیت کرتا ہوں اپنی امت کے لئے ۔ اپنے متعلق اور اولاد اور رشتہ داروں میں یہی وصیت ہونی چاہیئے ۔ نیز حضرت قبلہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہُوں کہ خالق اور مخلوق دونوں سے اپنا معاملہ سیدھا رکھا جائے ۔ بس یہی کافی ہے ۔ باقی شہد کا استعمال کچھ رکھیں ۔ بندہ دُعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے ۔ اور صبر و استقلال جیسی نعمت کی توفیق عطا فرمائے ۔

اللہ بس ۔ ما سوی اللہ ہوس ۔ دُنیا یوم چند ۔ آخر کار با خُدا وند!

فقط والسلام

المستکتبہ : ابوالمظہر سید محمد جلال الدین شاہ

بھکھی شریف ۔ (ضلع گجرات)

بنام مولانا بشیر احمد صاحب میرپور (آزاد کشمیر)

محترم المقام جناب محمد بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ

السّلامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ! بعد از ادعیہ صالحہ مایجب۔ معروض آنکہ! آپ کا محبت نامہ تشریف لایا۔ پڑھ کر حالات معلوم ہوئے۔ بندہ کی دعا ہے۔ کہ آپ کو اللہ تعالےٰ ہمت بلند اور استقامت فی الدّین بخشے اور مصائب دنیوی سے نجات بخشے۔ یقین محکم اور ہمت سے حالات سر بسر بدل جاتے ہیں۔ دل اور دماغ پر جس قدر تصوّر اور خیال دینی غالب ہوتا جائیگا۔ اس قدر آسانیاں پیدا ہوں گی۔ نیز جو تاریخ آپ نے بندہ کے لئے خیال میں رکھی ہے۔ اس سے بندہ کی معذرت قبول فرمائیں اور بندہ کی ناراضگی کا تصور دل میں نہ لائیں۔ کیونکہ کئی معذوریاں ہیں۔ آپ کام کریں بندہ کی دعا آپ کے ساتھ شامل حال ہوگی۔ اس کو کافی سمجھ کر مطمئن ہوں۔

فقط والسّلام

المستکتبہ: ابوالمظہر سید محمد جلال الدین شاہ

بھکھی شریف (ضلع گجرات)

بقلم: عطا محمد خادم

مجیّ فی اللہ غلام محمد صاحب سلمہ اللہ (ساکن دلو) مقیم ہالینڈ

السّلامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ: بعد از ادعیہ صالحہ معروض آنکہ! آپکا محبت نامہ ملا۔ پڑھ کر حالات معلوم ہوئے بندہ آپ کیلئے دعا گو ہے۔ اللہ ربّ العزّت آپ کو استقامت فی الدّین اور اصلاح دنیا کی کامرانی سے مالا مال فرمائے۔ ناراضگی کا تو آپ کو تصوّر بھی نہ لانا چاہیئے بندہ خود اپنی بے بسی کو خیال میں لائے تو کسی کی غلطی پر خیال آتا ہی نہیں پھر غلطی کیسی نیز آپکی طرف سے اذیّت دینے والا کلام آپ کیطرف سے سُنا بھی نہیں اور نہ ہی سمجھا ہے۔ اور آپ لوگوں کو دم کرنے میں اختیار رکھتے ہیں۔ اور بندہ کی طرف سے بھی اجازت ہے۔ (الحمد شریف۔ قل شریف۔ قل اعوذ بربّ الفلق۔ قل اعوذ بربّ النّاس) پڑھکر ہر قسم کے بیمار پر دم کریں۔ یا پانی پر دم کرکے پلائیں جسقدر پڑھیں یا جس کیفیت سے پڑھیں کوئی حرج نہیں ہاں امید یہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے گا۔ یہ نقش تحریر کرکے کالی سیاہی سے ضرورت کے لوگوں کو دے دیا کریں۔ اور اپنے حالات سے مطلع فرما دیں۔ یہاں بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے خیر ہے۔ آپ کی خیریت کی سب احباب دعا کرتے ہیں۔

المستکتبہ ابوالمظہر سیّد محمد جلال الدین شاہ بھکھی شریف ضلع گجرات

بقلم عطا محمد خادم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبلہ جناب شاہ صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:

میں اللہ کے فضل وکرم سے بخیریت پہنچ آیا تھا۔

آپ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ میں اس پر باقاعدہ عمل کر رہا ہوں اور انشاءاللہ العزیز عمل کرتا رہوں گا۔ میں عموماً آپ کی مبارک دعاؤں کا منتظر رہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے اپنی مبارک دعاؤں میں یاد فرماتے ہوں گے۔ میرے اہل خانہ کی کچھ پریشانیاں بھی ہیں۔

میں نے کئی خواب دیکھے۔ جن سے ذیل کے یاد ہیں۔

(۱) میں کھمبی کے بیج بوئے تو اسی وقت کھمبی نمودار ہوئے اور میں نے کھائے۔ حالانکہ کھمبی کے بیج نہیں ہوتے یہ سفید قسم کی چیز زمین سے برسات میں پھوٹتی ہے۔

(۲) میں نے ایک کتے کو راستے میں اپنی طرف بھاگتے ہوئے ہلاک کیا۔

(۳) کسی کے کنویں سے تھوم کا ایک پودا بہہ کر بارش کی وجہ سے آیا۔ اور میں نے اسکی ایک تری کھائی۔

(۴) میں ہزاروں جانوروں کے گلے پر چھری چلا کر انہیں حلال کر رہا ہوں۔

آپکا خادم:

ظریف خان گورنمنٹ ہائی سکول بنیاں تحصیل ہری پور (ہزارہ)

محبی فی اللہ ظریف خاں سلمہٗ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بعد از ادعیہ صالحہ۔ خلاصۃ المرام آپ معہودہ وظیفہ کو یاد رکھیں اور کرتے رہیں۔ انشاءاللہ کامیابی کا منہ دیکھیں گے نیز خواب اول جو کھمبی کی ہے بہت اچھی ہے۔ اس سے مراد اپنے دل میں نسبت کا بیج بونا معلوم ہوتا ہے۔ (۲) کتے کی شکل میں قوت نفس امارہ نظر آئی ہے۔ اور اسکے مار دینے سے مراد اس پر قابو پانا ہے (۳)۔ بارش کے پانی سے بہتی ہوئی تری کے کھانے سے مراد اللہ کے فضل سے مزید روزی کا میسر آنا معلوم ہوتا ہے۔ (۴) میں تنبیہہ ہے کہ اپنی مالیت کو جائز مصارف میں خرچ کریں اور امید دلائی گئی ہے کہ جائز میں ہی خرچ ہوگی۔

دفقط والسلام

بقلم

المستکتبہ: سید محمد جلال الدین شاہ، کھکھی شریف (گجرات) — عطا محمد خادم

بنام مولینا حافظ حق نواز صاحب سلمہ اللہ!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ: بعد از ادعیہ صالحہ بمعروض آنکہ! آپ کا محبت نامہ ملا کر کاشف احوال ہوا کہ آپ تبلیغی کام میں مصروف ہیں۔ الحمد للہ کہ دینی کام میں اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرمائے۔ آپ دن رات سے کچھ وقت نکال کر معمولات ادا کریں۔ اور کچھ مطالعہ کریں دیگر کوئی کام بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے سپرد نہیں اس فارغ البالی اور اس وقت کو غنیمت جانیں۔ اور ہمہ تن یادِ خدا میں وقت کو خرچ کریں۔

مکن عمر ضائع بہ تحصیل مال ٭ کہ ہم نرخ گوہر نباشد سفال
منہہ دل بریں دیرِ ناپائیدار ٭ ز سعدیؒ ہمیں یک سخن یاد دار

یہاں منگل وار کا پہلا روزہ ہوا۔ اور سوموار کے دن بندہ بیمار ہوا جس کی وجہ سے بندہ پہلا روزہ نہ رکھ سکا۔ لیکن دوسرا روزہ بفضلہٖ تعالیٰ بندہ نے رکھ لیا۔ اور اب تک صحت ٹھیک ہے۔ نماز تراویح مسجد میں بحمد اللہ پڑھی جاتی ہے۔ کوئی خاص تکلیف نہیں۔ قاری نذر حسین اپنی مسجد میں منزل پڑھ رہے ہیں۔ قاری محمد عرفان تحصیل و ضلع مانسہرہ میں ایک قصبہ عنایت آباد ہے۔ وہاں منزل سنا رہے ہیں۔ اور تین روز رمضان شریف سے قبل فاضل عربی کے امتحان سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اور سید محمد مظہر قیوم محکمہ اوقاف کیطرف سے چوک پاکستان گجرات کی جامع مسجد (مفتی صاحب والی) میں نماز جمعہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور محمد محفوظ مسجد تعلیم القرآن جلالیہ رضویہ منڈی بہاؤالدین میں جمعہ کی نماز کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ منڈی بہاؤالدین میں سب احباب اپنی اپنی جگہ میں دینی فریضہ ادا کرنے میں کوشاں ہیں۔ منشی عطا محمد فی الحال چوکنانوالی جمعہ پڑھا رہا ہے۔ نیز قاری غلام رسول۔ مولینا محمد اکرم۔ حافظ محمد منور صاحبان کو بندہ کی طرف سے سلام دعا کہنا اللہ تعالیٰ ان سب کو اور آپ کو استقامت فی الدین۔ اور خلوص فی العمل عطا فرمائے۔ اور باقی یہاں ہر طرح کی خیریت ہے۔ آپ تمام لوگ وہاں خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ وہاں جانے کی یہی غرض و غایت تھی اور یہی پیشِ نظر ہے۔

فقط والسلام

المکتوب: ابوالمظہر سید محمد جلال الدین شاہ بھکھی شریف ضلع گجرات

بقلم عطا محمد خادم

محبی فی اللہ محمد عرفان شاہ مشہدی سلمہ اللہ

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ:

بعد از ادعیہ صالحہ۔ خلاصۃ المرام۔ تمام اہل خانہ کی طرف سے السلام علیکم۔ سب خیریت سے ہیں۔ آپ کی عافیت مطلوب۔ آج دس رمضان المبارک ہے۔ آج تک کوئی خاص قسم کی روزہ سے تکلیف نہیں ہوئی۔ قدرتی طور پر صوفی محمد سلیم کا پیغام پہنچا۔ کہ ہم انتظار میں ہیں۔ اور مکان آپ کیلئے خالی ہے۔ لیکن چند ضرورتیں اور طبیعت (دونوں) مری جانے کی اجازت نہیں دیتیں۔ آرام سے عشاء کی نماز مسجد میں جا کر ادا کرتا ہوں۔ نذر حسین کی منزل سنتا ہوں۔ گرمی تو ہے لیکن اس کا ازالہ ٹھنڈا پانی۔ ٹھنڈے پانی سے غسل اور پنکھا وغیرہ کر دیتے ہیں۔ پمفلٹ بذریعہ پارسل آج ہی روانہ کر دیئے ہیں۔ اپنے مسلک اور مدرسہ کی اشاعت خدمت دین سمجھ کر حتی المقدور کرتے رہیں۔ اس سے بھی زیادہ اپنی عملی زندگی کی حفاظت کریں۔ بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت فی الدین اور تفقہ فی الدین عطا فرمائے۔

فقط والسلام

اللہ بس۔ ماسوی اللہ ہوس۔ دنیا یوم چند۔ آخر کار با خداوند!

استکتبہ ابو المظہر سید محمد جلال الدین شاہ بھکھی شریف (ضلع گجرات)

بقلم: عطا محمد خادم مدرسہ

محبی فی اللہ فتح محمد صاحب ساقی

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ:

بعد از ادعیہ صالحہ مُوجب کے معروض ہو کہ ذکر مع الفکر یہ عام طور پر ہو۔ اور روزانہ بلا ناغہ کسی نہ کسی وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ والا وظیفہ مکمل کرتے رہیں

ان شاء اللہ! انقلاب قلبی، ذہنی اور طبعی ہوگا۔ بشرطیکہ بلا سوچے سمجھے مجنوں کی طرح یہ کام کرتے رہیں۔

بس اسی قدر کافی ہے۔ خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ۔ فقط والسلام!

استکتبہ: ابو المظہر سید محمد جلال الدین شاہ بھکھی شریف

(ضلع گجرات)

بنام مولینا حسین احمد خان بیلہ (رحیم یارخاں)

محبی فی اللہ حسین احمد صاحب ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ !

بعد از ادعیہ صالحہ معروض آنکہ ! آپ کا محبت نامہ ملکر کاشف احوال ہوا۔ لہٰذا آپ کو اپنے حال پر چھوڑ تا ہے۔ کہ ہر وقت دن اور رات جو کام کریں۔ وُہ مجاہدہ سے خالی نہیں۔ بندہ کو حضرت سیدی قدس سرہٗ نے ایک مجاہدہ سکھایا۔ وُہ یہ ہے:

ہر کہ کارش از برائے حق بود ؎ کار اُو پیوستہ بارونق بود

اس پر غور فرما کر کام کرتے رہیں یہ سب کچھ مجاہدہ میں ہی شامل ہوگا۔ فقط والسلام !

اللہ بس ماسوا اللہ ہوس۔ دنیا یوم چند۔ آخر کار با خداوند

استکتبہ : ابوالمظہر سید محمد جلال الدین بھکھی شریف

بقلم : عطا محمد خادم

بنام غلام عباس کراڑیوالہ، تحصیل کھاریاں ضلع گجرات حال (بالکویت)

محبی فی اللہ ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ :

آپ کے ذمہ مزید ذکر و وظیفہ یہ ہے کہ سحری کے وقت جب بیداری ہو تو اُٹھ کھڑے ہوں اور دو رکعت نماز نفل تحیۃ الوضو پڑھیں۔ بعد اس کے آٹھ رکعت نماز نفل تہجد پڑھیں۔ بعد اس کے قبلہ رُو دو زانو باوضو پانچ تسبیح (۵۰۰) درُود شریف صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَسَلَّمْ۔ اس نیت سے پڑھیں کہ ہاتھ سے تسبیح کا دانہ گرے اور دل میں یہ کیفیت ہو کہ دربار رسالت مآب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوں اور میری طرف آپ متوجہ ہیں۔ انشاء اللہ برکت ہوگی ؛

فقط والسلام :

استکتبہ : ابوالمظہر سید محمد جلال الدین شاہ بھکھی شریف (ضلع گجرات)

بقلم خود : عطا محمد

محترم راجہ سلطان محمود صاحب سلمہ اللہ

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ؛

بعد از ادعیہ صالحہ ۔ خلاصۃ المرام ۔ دین کے فرائض، واجبات ۔ سنن کی پابندی نصیب ہو ۔ پھر مزدوری کر کے پیسہ کمانا نصیب نہیں ۔ کہیں بھی رہ کر حلال روزی کمانا مسلمان کیلئے ضروری ہے حرام اور مکروہات سے اجتناب ہوتا ہے تو آپ مزید اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کریں ۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے بلائے پر حاضری ضرور دینا ہے ۔ جس میں شک نہیں ۔ تمام حالات و واقعات اس بات کا یقین دلاتے ہیں ۔ کہ اس حاضری کیلئے آدمی کی خلقت ہوئی ہے ۔ لہٰذا حلال کھانے اور حلال پہننے میں حرج نہیں ۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانبردار رہے ۔ دیگر یہاں ہر طرح کی خیریت ہے ۔ سب اساتذہ اور طلباء و متعلقین مدرسہ خیر و عافیت سے ہیں ۔ اللہ بس ۔ ماسوای اللہ ہوس ۔ دنیا یوم چند ۔ آخر کار با خداوند!

المستکتبہٗ: ابوالمظہر سید محمد جلال الدین شاہ بھکھی شریف ضلع گجرات

بقلم : عطا محمد

بنام رشید احمد صاحب چک ۲ متصل منڈی بہاؤالدین حال (الکویت)

محبی فی اللہ! السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ؛

بعد از ادعیہ صالحہ! واضح ہو کہ بلا تربیت اور محبت و ادب اور انجذاب شیخ کے انقلاب زندگی ناممکن ہے ۔ محض فضل ایزد متعال سمجھیں اور تربیت کے درپے رہیں اور صحبت اگرچہ بعد ابدان کی وجہ سے مشکل ہو لیکن پھر بھی اس کا خیال عموماً رکھیں ۔ اور ہمیشہ محفوظ رہے ۔ اور مزاج شیخ کے مطابق اپنی حالت کو رکھیں ۔ تو انشاء اللہ انقلاب آنا ہی ہے ۔ آپ ڈیوٹی سے کچھ وقت نکال کر لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ : یک صد گیارہ بار اور پڑھیں ۔

فقط والسلام

المستکتبہٗ: ابوالمظہر سید محمد جلال الدین شاہ

بھکھی شریف (ضلع گجرات)

بقلم : عطا محمد

بنام صوفی محمد نذیر احمد ساکن ڈھل پنجو تھہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودہا

محبی فی اللہ: محمد نذیر احمد سلمہٗ اللہ

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ؛ بعد از ادعیہ صالحہ، معروض آنکہ آپ کا محبت نامہ ملکر کاشف حال ہوا۔ بندہ آپ کیلئے دعاگو ہے کہ دین و دنیا کی بھلائی اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے لیکن دنیا کی شکایت نہ ہو۔ احوال دینی درست کرنے میں کوشاں رہیں۔ اور باطن کی طرف دھیان کریں۔ دنیا میں تو وقت پاس ہو ہی جاتا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی ملے اور اس میں بندہ کو اللہ کی رضا چاہیئے۔ لیکن اس رضا کا حصول دنیا کی زندگی میں ہوتا ہے۔ فقط والسلام!

اللہ بس۔ ماسوا اللہ ہوس۔ دنیا یوم چند۔ آخر کار با خداوند۔

بقلم: عطا محمد

استکتبہٗ: ابو المظہر سید محمد جلال الدین شاہ بھکھی شریف۔

بنام مولینا حسین احمد صاحب خان بیلہ ضلع (رحیم یار خاں)

محبی فی اللہ مولینا حسین احمد صاحب:

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ؛ بعد از ادعیہ صالحہ گذارش ہے کہ حتی الامکان اپنے خیال پر کنٹرول کریں کہ یکسوئی کے ساتھ تصور اسم ذات خیال میں حاضر رہے۔ اور معمولات کی پابندی کریں کسی وقت پانچ دس منٹ فارغ نکال کر مراقبہ کی شکل میں بالقصد توجہ دل کی طرف رکھ کر اسم ذات پڑھ لیا کریں۔ ایسے حال میں جو کیفیت ہو کبھی کبھی تحریر کر دیا کریں۔ جمیع احباب و پرسان حال کو السلام علیکم! فقط والسلام!

اللہ بس۔ ماسوا اللہ ہوس۔ دنیا یوم چند۔ آخر کار با خداوند!

استکتبہٗ: ابو المظہر سید محمد جلال الدین شاہ

(بھکھی شریف ضلع گجرات)

بقلم: عطا محمد

بنام نور محمد صاحب، ساکن جلالپور بھٹیاں

تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

مکرمی محترمی نور محمد صاحب! سلمہ اللہ

السّلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:

بعد از ادعیہ صالحہ! معروض آنکہ: جس کام کے لئے آپ لاہور گئے ہیں۔ بڑے غور اور فکر کیساتھ اس کی تکمیل کرنی چاہیئے۔ برکت کے لئے وقت ملنے پر اگر دربار داتا صاحب ہو تو مواجہ شریف کے سامنے بیٹھ کر سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ اس کے بعد خیالوں کو دل سے علیحدہ کر کے ایک خیال ہی رکھ کر بیٹھیں۔ وہ تصوّر اللہ۔ جب اضطراب آئے تو اس وقت نہ اُٹھیں جب اطمینان ہو تو جب اُٹھنا چاہیں کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کریں۔ پھر چلے جائیں۔ دیگر مدارس دینیہ کے ساتھ حسن ظن رکھیں۔ اور آپ سے جو علم میں فوقیت رکھتا ہے۔ اس سے بھی حسن ظن رکھیں۔ اگر خدانخواستہ کسی سے آپ کو دل میں غصّہ آئے تو اسکو پی جانا چاہیئے۔

فقط والسّلام

المکتبہ: ابوالمظہر سیّد محمد جلال الدّین شاہ

(بھکھی شریف ضلع گجرات)

تحریر کردہ: منشی عطا محمد

حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ کا فیضانِ عام

از:۔ صاحبزادہ سید محمد محفوظ مشہدی

حضرت کے تلامذہ کا سلسلہ وسیع و ہمہ گیر ہے اس وسعت اور ہمہ گیری کا اس حقیقت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ متعدد علمائے کرام اور بزرگانِ دین نے آپکے جامعہ کے فیضانِ عام کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

۱۔ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؛

"پڑھانے والے تو بہت ہیں مگر جو برکت شاہ صاحب کی تعلیم میں ہے کسی اور معلم کی تعلیم میں نہیں۔"

۲۔ حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ فرماتے ہیں ؛

"حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے دریائے فیض سے ایک زمانہ فیضیاب ہوا اور ان کے ہزاروں تلامذہ ان کی خدمت دین کی برہان قاطع ہیں۔"

۳۔ جسٹس مفتی شجاعت علی قادری مدظلہ فرماتے ہیں ؛

"بھکھی شریف جیسے دور افتادہ مقام پر ایسی حسین وجمیل اور عظیم درسگاہ کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا مگر یہ حضرت کے خلوص کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ بھکھی شریف میں یہ عظیم جامعہ تشنگانِ علم و معرفت کی سیرابی کا کفیل ہے۔"

۴۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی مدظلہ نے فرمایا ؛

"حضرت جلال الملت والدین نے تقریباً نصف صدی درسِ حدیث و تفسیر سے تشنگانِ علم و معرفت کو سیراب کیا آج برصغیر میں آپکے ہزارہا شاگردوں نے ہر جگہ مراکزِ دینی قائم کر رکھے ہیں اور حق و صداقت کے موتی لٹا رہے ہیں۔"

۵۔ شیخ الحدیث مولانا نقدّس علیخان مدظلہ نے فرمایا ؛

"حضرت حافظ الحدیث نے اپنے جامعہ سے بہترین مدرّس پیدا کئے اور مسلکِ حقہ کی بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں۔"

حضرت حافظ الحدیث کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے جن کے کوائف و حالات جمع کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ جو جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف کی جامع تاریخ و خدمات کے ضمن میں شائع کئے جائیں گے۔ سرِ دست مشہور و معروف تلامذہ کی فہرست پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

- استاذ العلماء مولانا محمد علی پسروری علیہ الرحمۃ
- مولانا حافظ محمد بشیر علیہ الرحمۃ چک ۸۶ سرگودھا
- مولانا محمد سعید احمد نقشبندی علیہ الرحمۃ خطیب داتا گنج بخش لاہور
- مولانا سید محمد عبداللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ ملتان
- استاذ العلماء مولانا غلام رسول نوری، ملتان
- مولانا حافظ غلام نبی صاحب، فیصل آباد
- پیر طریقت سید عابد حسین صاحب، سجادہ نشین علی پور شریف
- پیر طریقت سید افضل حسین صاحب، علی پور شریف
- مولانا سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مونگ (گجرات)
- مولانا سید محمد قاسم شاہ صاحب، خطیب بری امام اسلام آباد
- مولانا ظہور احمد صاحب سیروی، منڈی بہاؤالدین
- مولانا سید نظام الدین شاہ صاحب، مفتی آزاد کشمیر
- صاحبزادہ اکرام حسین شاہ صاحب، بھنگالی شریف (راولپنڈی)
- استاذ العلماء مولانا معین الدین صاحب، ڈسکہ
- مولانا حافظ محمد یوسف چشتی، راولپنڈی
- مولانا سید محمد یعقوب شاہ صاحب، پھالیہ
- استاذ العلماء مولانا مفتی غلام حیدر صاحب، لالہ موسیٰ
- استاذ العلماء مولانا حافظ ظہور احمد صاحب، کدھر شریف
- مولانا عبد الغفار صاحب، تلمبہ ضلع ملتان
- استاذ العلماء مولانا محمد صدیق صاحب سالک، سیالکوٹ
- مولانا سید غلام مرتضیٰ شاہ، ضلع بنوں
- مولانا برکت علی جلالی بلوچستان
- مولانا فضل احمد صاحب (جلوال) ڈسٹرکٹ خطیب اوقاف اوکاڑہ
- مولانا عبد اللطیف نوری، للیانی ضلع سرگودھا
- مولانا محمد اشرف صاحب، ڈرکن ضلع گجرات
- صاحبزادہ پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب، بھکھی شریف
- شیخ الحدیث مولانا سید محمد عرفان مشہدی "
- استاذ العلماء مولانا حافظ کریم بخش صاحب مدرس "
- استاذ العلماء مولانا حافظ محمد نذیر احمد صاحب صدر مدرس "
- استاذ العلماء مولانا مفتی اصغر علی صاحب مدرس "
- استاذ العلماء مولانا ظہور احمد جلالی صاحب مدرس "
- استاذ العلماء مولانا نور حسین صاحب شرقپوری مدرس شرقپور شریف
- مولانا صاحبزادہ محمد عبد الجلیل صاحب، مانگٹ
- مولانا محمد بشیر صاحب مصطفوی، میرپور آزاد کشمیر
- مولانا قاری غلام رسول صاحب لاہوری، دوبئی
- استاذ العلماء مولانا محمد عبد اللطیف مجددی، لاہور
- استاذ العلماء مولانا قاضی محمد عبد الرحمٰن صاحب، لاہور
- استاذ العلماء مولانا محمد صدیق صاحب، لاہور
- حضرت مولانا عبد القادر شہید علیہ الرحمۃ فیض آباد
- حضرت مولانا معین الدین شافعی، فیصل آباد
- حضرت مولانا سید محمد روشن شاہ صاحب مقیم لندن
- حضرت مولانا دل محمد صاحب جلالی نعیمی، راجوری (مقبوضہ کشمیر)
- حضرت مولانا مقصود احمد صاحب خطیب دربار داتا صاحب لاہور
- مولانا سید عزیز الحسن شاہ صاحب کھیوہ شریف مقیم لندن
- مولانا قاضی محمد زین العابدین، پنجہ شریف (خوشاب)
- مولانا غلام سرور صاحب ہزاروی، صوبہ سرحد
- مولانا حاجی محمد علی صاحب، لاہور
- مولانا الحاج محمد شریف صاحب قادری، حافظ آباد
- استاذ العلماء مولانا محمد اشرف قادری، کامونکی
- مولانا قاری عبد الرزاق صاحب، حیدرآباد (سندھ)

نذرانۂ عقیدت بحضور جناب سیّدی و مرشدی حافظ الحدیث
حضرت پیر سیّد محمّد جلال الدّین شاہ صاحب

اعلی اللہ مقامہٗ!

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف!

کئی جاہل اَن پڑھ بے علماں نوں سیّد علم اے خوب پڑھا دِتّا
شرق غرب جنوب شمال تائیں سیّد عالماں دا جال وچھا دِتّا

لے کے وچہ آغوش محبتاں دی سبق عشق دا شیخ پڑھا دِتّا
جھات نظر کرم دی پا کے تے مُردہ دلاں نوں پیر جوا دِتّا

محافظ مسلک رضا دا بن کے تے ڈیرہ وچہ بھکھی دے لا دِتّا
شرع معرفت توحید دا درس دے کے محدّث اعظم دا نقشہ وکھا دِتّا

طلبگار دیدار نوں پیئے ترسن سیّد لماں وچھوڑا اسے پا دِتّا
گیا ٹر شیخ محدّثاں دا ڈیرہ وچہ بہشت دے لا دِتّا!

سیّد حافظ عالم باعمل مفتی اعظم استاد صحاح ستہ
شرف بخشے کے بیعت دا عالماں نوں پیر رنگ تے رنگ چڑھا دِتّا

تڑپے جگر تے نظر فریاد کردی محبتاں یاد درد کما دِتّا
دیو دیدار نذیر نوں یا حضرت کیوں مکھ تے پردہ جے پا دِتّا

حافظ نذیر احمد بھیرہ وال

مولانا حافظ محمد اقبال صاحب سوئے اعالمیگیر

مجھے زمانہ طالب علمی میں اور بعد میں حاضری کے مواقع میسر آئے ملفوظات سننے کا موقعہ ملا آپ کی مجلس اصلاح و تبلیغ، سوز و گداز اخوت و محبت اور اتباع سنت کا رنگ غالب رہتا۔ آپ کی سیرت کے متعلق چند باتیں پیش خدمت ہیں!

احترام شیخ: احترام شیخ ترقی کا قریب ترین ذریعہ ہے جو مشکل انتہائی مجاہدوں اور ریاضتوں سے حل نہ ہو۔ شیخ کامل کی خدمت و احترام سے وہ مشکل آناً فاناً حل ہو جاتی ہے۔ حضرت حافظ المحدث قدس سرہٗ کی خدمت میں بیٹھنے والے جانتے ہیں کہ آپ احترام کے پیش نظر حضرت سراج السالکین قدس سرہٗ کا تذکرہ اسم گرامی لے کر نہیں فرماتے تھے بلکہ یوں فرماتے ہمارے حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز یا میرے حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز اکثر و بیشتر جب حضرت سرکار کیلوی قدس سرہٗ کا تذکرہ ہوتا۔ آپ فرط محبت کی وجہ سے آبدیدہ ہو جائے ایسا بہت کم دیکھا جاتا کہ آپ اپنے شیخ کامل کا ذکر فرما رہے ہوں اور آبدیدہ نہ ہوں بلکہ بعض دفعہ ہچکیوں تک نوبت آجاتی اور کئی دفعہ سلسلہ کلام رک جاتا۔

جب کوئی آدمی آپ کی دینی، تبلیغی اور اصلاحی مساعیٔ جمیلہ کا تذکرہ کرتا تو فوراً فرماتے یہ سب میرے حضرت صاحب قدس سرہٗ کی نظر کرم ہے ورنہ مجھ جیسے کئی دنیا میں آئے اور چلے گئے۔

حضرت مولانا حافظ نذیر احمد صاحب مدظلہٗ صدر المدرسین جامعہ محمدیہ بھکھی شریف بیان فرماتے ہیں کہ آپ اپنے شیخ حضرت سرکار کیلوی کی خدمت میں بیٹھے تو جھکے جھکے نظر آتے اور جب تک بیٹھے رہتے اپنے کندھے جھکائے رکھتے۔ حالانکہ کندھے جھکا کر بیٹھنا انتہائی مشکل اور تکلیف دہ ہے۔

اصلاح نفس: حضور خواجۂ عالم جب کسی طالب کو ارادت میں لیتے بیعت کے وقت فرمایا کرتے ہر کسی کے ساتھ نیکی اور خیر خواہی کرنا اس امید پر نہیں کہ وہ بھی تیرے ساتھ بھلائی کرے گا۔ بلکہ اس امید پر کہ رب تعالیٰ راضی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہی فوز عظیم کا باعث ہے اور پھر اس طرح اصلاح فرماتے کہ تم میں سے جب کوئی اس دنیا سے جائے۔ اس کے ذمے کوئی فرض نماز نہ رہی ہو بلکہ ساری نمازیں ادا کر دی گئیں ہوں۔ فرماتے کہ نماز کی کوتاہی سے رب تعالیٰ سخت ناراض

ہوتا ہے۔

تقویٰ وطہارت:

بندہ زمانہ طالب علمی میں ہی اڈا کنگ روڈ کی امامت اور خطابت کی ذمہ داری نبھاتا تھا کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران اڈا کنگ روڈ پر اُترے۔ مسجد میں میرے پاس تشریف لائے میں نے عرض کی حضور تھوڑی سی چائے لے آؤں خوش ہو کر فرمایا ضرور لاؤ میں نے چائے پیش کر دی تو فرمایا بغیر نیت اعتکاف کے مسجد میں کھانا پینا یا آرام کرنا جائز نہیں اعتکاف کی نیت ضرور کرنی چاہیئے عرض کی حضور یہیں بیٹھے بیٹھے اعتکاف کی نیت فرمالیں ارشاد فرمایا ایسے جائز نہیں بلکہ مسجد کی حد سے باہر نیت کر کے پھر مسجد میں داخل ہونا چاہیئے آپ نے ایسا ہی کیا پھر چائے نوش فرمائی۔ ایک موقعہ پر میری موجودگی میں ایک صاحب فتویٰ لینے کے لئے آئے آپ نے اُن کا مسئلہ حل فرمادیا تو وُہ اس وقت آپ کو نذرانہ کے طور پر کچھ رقم دینے لگا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور فرمایا ہم فتویٰ پر کوئی پائی پیسہ نہیں لیتے اس نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہماری قسم تڑوانا چاہتے ہو۔ تو وہ کہنے لگا جامعہ کیلئے قبول فرما لیں: فرمایا اگر مدرسہ کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو پھر کسی موقعہ پر پہنچا دینا یہ موقع مناسب نہیں۔

فراست و دانائی:

خاکسار کے علاوہ اور بھی کئی آدمی حضور حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھے اور ایک استفتاء پڑھ کر سنایا جارہا تھا۔ سوال ختم ہُوا تو فوراً ارشاد فرمایا کہ مستفتی بدعقیدہ ہے ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ جو سوال لے کر آیا تھا اس نے حضور حافظ الحدیث کی بات کی تصدیق کر دی کہ جو حضرت شاہ صاحب فرمارہے ہیں۔ بالکل درست ہے واقعی فتویٰ طلب کرنے والا دیوبندی ہے پھر ارشاد فرمایا حیرانی ..... ضرورت نہیں دیکھو اس نے فتویٰ تو طلب کیا ہے لیکن میری طرف سلام نہیں لکھا جب ہم نے استفتاء دیکھا تو سلام نہیں لکھا ہُوا تھا یہ آپ کا کمال تھا کہ فوراً معاملہ کی تہہ تک پہنچ جاتے۔ اصل حقیقت آپ پر واضح ہو جاتی۔

ہمعصر علماء میں مرتبہ و مقام:

خاکسار اور مولانا نور حسین صاحب ۱۹۷۴ء میں جب بہاول پور، دورۂ قرآن پڑھ کر واپس آرہے تھے تو ملتان میں غزالی زمان حضرت علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دی انہوں نے پوچھا کہاں پڑھتے ہو ہم نے عرض کی کہ جامعہ محمدیہ بھکھی شریف میں زیر تعلیم ہیں حضرت کاظمی صاحب نے فرمایا جب تم وہاں پہنچو تو حضرت شاہ صاحب قبلہ کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ میرے لئے حسن خاتمہ کی دُعا فرمائیں اس موقعہ پر حضرت کاظمی صاحب نے حضرت حافظ الحدیث کی بہت تعریف فرمائی۔

اساتذہ کیساتھ عقیدت:

ایک دفعہ خاکسار اور مولینا جلال الدین صاحب آف کھاریاں اکٹھے حضرت حافظ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوئے. مولینا صاحب نے حضرت محدث اعظم پاکستان مولینا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی دریافت کئے کافی معلومات افزا گفتگو ہوئی. جوکہ حاضرین مجلس کے لیئے بھی بہت فائدہ مند تھی سبق میں تاخیر ہو رہی تھی ایک طالب علم نے عرض کی حضور سبق ہوگا یا نہیں؟ فرمایا بزرگوں کا ذکر ہی بہت بڑا سبق ہے. اسے آج کے سبق کے طور پر ہی یاد رکھنا ایک موقعہ پر عرض کی گئی کہ شیخ سے اجازت لئے بغیر واپس آنا درست ہے فرمایا مرید کو اس طرح نہیں کرنا چاہیئے ورنہ وہ فیضان شیخ سے محروم رہیگا.

شیخ کامل سے ربط:

جب معاندین نے دربار شریف حضرت کیلیانوالہ شریف پر حاضری میں رکاوٹ ڈالی تو بندہ نے اپنی طرف سے پریشانی کا اظہار کیا. ارشاد فرمایا: ہم بحمداللہ تعالےٰ یہاں بیٹھ کر ہی آپ کے فیض سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور حضرت صاحب ہمیں اپنے فیض سے فیضیاب فرما رہے ہیں اور ایسا فیض دے رہے ہیں جو شاید ہی کسی کو نصیب ہو! فرمایا یہ ان کا کرم ہے. ورنہ مجھ ایسے ہزاروں دُنیا کے دھکے کھاتے پھرتے ہیں.

اتباع سنت:

حضرت حافظ الحدیث وسیع اخلاق وکردار کے مالک تھے. آپ جب کاشانۂ مبارک سے درس حدیث دینے کے لئے مسند تدریس پر جلوہ افروز ہونے کے لیئے تشریف لاتے ہی سب سے پہلے السلام علیکم فرماتے ہم کوشش کرتے کہ سلام کرنے میں ہم پہل کریں مگر اسکے باوجود پہل آپ ہی فرماتے.

شفقت شیخ:

ایک مجلس میں خاکسار اور مفتی اصغر علی صاحب ودیگر احباب حاضر خدمت تھے تو حضرت حافظ الحدیث قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ میں آستانہ شیخ پر آپ کی حیات کے آخری مہینوں میں حاضر ہوا. پھر اجازت مانگی تو حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے بڑی شفقت سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے پاس بیٹھنا چاہیئے کیونکہ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے. میں نے عرض کی کہ میں ابھی اس کا اہل نہیں ہوا. تو حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا: تم تو ویسے ہی اس طرح کہتے رہتے ہو. تم پر تو رب تعالیٰ کا بہت فضل وکرم ہے اس وقت مجھے احساس نہ ہوا اجازت لیکر واپس آیا. طبیعت میں بہت بے چینی تھی. اور بے حد افسوس ہوا کہ اگر چند گھڑیاں اور بیٹھ جاتا تو مزید لطف وکرم فرماتے. مولینا حافظ نذیر احمد صاحب (چک لسواڑا)

لے: تفصیل کیلیے مولینا جلال الدین کی مرتبہ کتاب تذکرہ محدث اعظم پاکستان دیکھیں.

خطیب بھیرووال بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر میں سخت بیمار ہو گیا۔ کافی علاج معالجہ کرایا مگر صحت یاب نہ ہوا ایک رات شیخ المحدثین حضرت قبلہ شاہ صاحب خواب میں تشریف فرما ہوئے آپ نے تین باتوں کی تلقین فرمائی

۱: لوہیانوالہ گاؤں جا کر حکیم اللہ دتہ سے دوائی لے کر استعمال کرو۔

۲: اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم کی محبت اپناؤ۔

۳: بزرگوں کی مجلس اختیار کرو۔

بیدار ہوا ایک آدمی سے پوچھ کر (کیونکہ میں نے اس گاؤں کا نام پہلے نہیں سُنا تھا) گوجرانوالہ سے شمال کیطرف بائی پاس کے قریب لوہیانوالہ پہنچ گیا حکیم اللہ دتہ کا پتہ پوچھا تو ایک شخص نے بتایا یہاں ڈاکٹر اللہ دتہ ہے حکیم اللہ دتہ کو نہیں جانتا۔ چونکہ خواب میں مجھے حکیم اللہ دتہ کے بارہ میں فرمایا گیا تھا اسلئے مجھے یقین تھا کہ یہاں حکیم اللہ دتہ بھی ضرور ہوگا۔ جب میں ڈاکٹر اللہ دتہ کی دکان کے قریب پہنچا تو وہاں مجھے ایک آدمی نے بتایا کہ فلاں جگہ آپ کو حکیم اللہ دتہ مل جائیں گے۔ حکیم صاحب کے گھر پہنچا وہ نہایت سادہ طبیعت آدمی تھے۔ اُن سے دوائی لی حضرت صاحب قبلہ کی توجہ کا صدقہ اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی بھکھی شریف حاضر ہوا خواب بیان کی اور عرض کی آپ نے فرمایا تھا کہ بزرگوں کی مجلس کیا کرو وہاں وزیر آباد میں (جہاں میں اس وقت خطیب تھا) میں تو کوئی بزرگ نہیں مجلس کس کی کروں۔ آپ نے فرمایا بزرگوں کی کتابیں پڑھا کرو آپ کے فرمان کی برکت سے بزرگان دین کی کتابوں کے مطالعہ سے بندہ کو بڑی تسکین حاصل ہونے لگی۔

حضرت مولانا سید محمد قاسم شاہ راجوروی

خطیب دربار حضرت بری امام مشہدی نورپور شاہان (اسلام آباد)

واجب الاحترام حضرت صاحبزادہ صاحب زید مجدہٗ!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ ثُمَّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ:

مکتوب گرامی ملا۔ یادآوری و یاددہانی کا شکریہ۔ حسب الحکم حضرت استاذی المکرم قبلہ شاہ صاحب۔ نور اللہ مرقدہٗ کے متعلق عرض ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

بندہ آنجناب کی خدمت میں ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء حاضر ہوا۔ اور مسلسل تین سال آپ کے زیر سایہ رہ کر تعلیم حاصل کرتا رہا۔ رمضان المبارک کی تعطیلات میں مقامی اور پاکستانی طلباء اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے

میں بندہ چونکہ مہاجر کشمیر تھا۔ کوئی مستقل گھر نہیں تھا۔ اس لئے رمضان المبارک میں بھی حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتا اور حضرت موصوف کے پیچھے نماز تراویح میں قرآن سنتا تھا۔ کمال یہ تھا کہ حضرت شاہ صاحب کو سارا سال قرآن مجید کا دور کرنے کا موقع نہ ملتا تھا لیکن اس کے باوجود رمضان شریف میں قرآن مجید بغیر سامع کے بلا تکلف سناتے تھے اور جب کبھی متشابہ لگتا تو خود ہی درست کر لیتے اور فرماتے تھے مجھے نماز تراویح میں متشابہ اونگھ آنے پر لگتا ہے تو پھر نیند دور ہو جاتی ہے تو متشابہ بھی درست کر لیتا ہوں۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ کو بندہ نے تین سال قیام کے دوران نہایت بردبار، حلیم الطبع، شفیق اور کریم و رحیم پایا۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب کو پڑھانے میں اتنا کمال حاصل تھا کہ جن اسباق کو دیگر اساتذہ گھنٹوں میں بمشکل پڑھاتے اور سمجھاتے۔ ان اسباق کو حضرت شاہ صاحب منٹوں میں بآسانی سمجھاتے اور پڑھاتے، بندہ نے انتہائی فنی اسباق ملا حسن۔ ملا جلال وغیرہ حضرت موصوف سے پڑھے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ آپ مشکل سے مشکل سبق کو بڑی آسانی سے سمجھا دیتے تھے۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

عابد زاہد اتنے تھے کہ تعلیم و تدریس اور دار العلوم و طلباء کی نگرانی۔ گھر اور ملاقاتیوں کی مصروفیات کی شفقت کے باوجود نماز تہجد کے بعد پھر نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مصلی پر بیٹھ کر درود شریف اور دیگر وظائف میں مصروف رہتے تھے۔

حضرت شاہ صاحب کے کمالات سے متاثر ہو کر بندہ نے کھکھی شریف کے قیام کے دوران جامعہ اور شاہ صاحب کے متعلق اپنے تاثرات کو اشعار میں ظاہر کیا۔ نوٹ: وہ اشعار کتابچہ کے منظوم حصہ میں درج ہیں۔

ایک دفعہ حضرت قبلہ شاہ صاحب مع مولینا محمد سعید خطیب داتا دربار اور دیگر چند احباب بندہ کے پاس تشریف لائے تھے۔ رات کو دار العلوم میں قیام کیا اور صبح جمعہ تھا آپ نے ہمیں جمعہ بھی پڑھایا اور وعظ بھی فرمایا۔

جب آپ کے پاؤں کا بڑا آپریشن ہوا۔ تو بندہ حاضر خدمت ہوا۔ اپنی عادت کریمہ کے مطابق بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات فرمائی اور بندہ کے نام کی نسبت سے فرمایا۔

ہمارے قاسم العلوم والخیرات تو یہ ہیں۔

میں نے عرض کیا اللہ کریم آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کو قبول فرمائے۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ٭ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حضرت مولانا نظام الدین شاہ صاحب قاضی میرپور (آزاد کشمیر)

بخدمت گرامیقدر عالی مرتبت حضرت سیّد محمد محفوظ شاہ صاحب

مشہدی دامت برکاتکم!

السّلامُ علیکمُ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بعد از تحیۂ مسنونہ خیر الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واز کی التسلیمات معروض آنکہ ایک عدد چشم دید واقعہ سفر حاضر خدمت ہے۔

سنہ ۱۹۵۸ء میں فیصل آباد جامعہ رضویہ کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمانے کے لئے آپ تشریف لے گئے۔ بندہ بھی ہمراہ تھا کہ بعد از جلسہ وزیر آباد۔ دورۂ قرآن مجید میں شرکت کے لئے حضرت علامہ شیخ القرآن سے اجازت درکار تھی۔ اثنائے سفر نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ ٹرین کے رُکنے میں ابھی کافی دیر تھی بندہ نے چلتی ٹرین پر ادائیگی نماز کی نسبت استفسار کیا تو ارشاد فرمایا کہ جس نے واقعی نماز پڑھنی ہو اس کے لئے ٹرین رُک جاتی ہے یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ٹرین صحراء میں رُک گئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ٹرین تو ٹھہر گئی ہے۔ اب نماز پڑھ لیں۔ بندہ نے جائے نماز ڈال کر عرض کی آپ اس پر نماز پڑھیں اور بندہ نے بھی نماز ادا کر لی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر بعد ٹرین روانہ ہوئی۔

بندہ نے پھر عرض کی کہ اگر ٹرین پورے وقت نماز میں نہ رُکے تو کیا کرنا چاہیئے؟ آپ نے فرمایا جس نے صمیم قلب سے نماز پڑھنی ہو۔ اس کے لئے سنّت مطہرہ کے مطابق اسباب مہیا ہو جاتے ہیں بصورت دیگر گاڑی میں نماز پڑھ لے اور پھر اعادہ کرلے۔

اسی طرح عصر کے وقت بھی ٹرین پانچ منٹ کیلئے بغیر اسٹیشن کے رُک گئی۔ آپ نے نماز ادا فرمائی اور میں نے بھی نماز پڑھ لی۔ بعد میں آپ اپنے اَوراد میں مشغول ہوگئے۔

[1] ان کا مفصل مضمون شیخ المحدثین میں شائع ہو چکا ہے۔

سید نظام الدین

٭ ٭ ٭

اخلاقِ کریمانہ

از: اہلیہ صاحبزادہ سید محمد محفوظ مشہدی

ہم بچپن میں اپنے دادا حضور سے اکثر بزرگوں اور صوفیائے کرام کے متعلق ان کے حالاتِ زندگی اور کرامات کے متعلق سنا کرتے تھے کہ کس طرح برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام اور مشائخِ عظام نے مسلم معاشرے کے استحکام اور تبلیغِ اسلام کے ضمن میں گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ شاہان و سلاطین ملک اور علاقے فتح کرتے تھے اور صوفیائے کرام قلوب مسخر کرتے تھے اور ان مردانِ خدا کی بارگاہ میں بڑے بڑے کج کلاہ سرِ تسلیم خم کرتے تھے۔ یہ بزرگانِ دین عوام میں گھل مل کر ان کو اسلام کی تعلیم سے آراستہ کرتے تھے۔ اور اس طرح تبلیغ و تذکیر کے فرائض انجام دیتے تھے کہ قبیلے کے قبیلے اور گاؤں کے گاؤں دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے۔

لیکن یہ باتیں صرف سننے سنانے پر ہی موقوف تھیں۔ کسی ایسے بزرگ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی تھی تاہم قسمت نے آہستہ سے رُخ بدلا اور مجھے ایسے ہی ایک بزرگ کے گھر میں بحیثیتِ بہو آنے کی سعادت ملی اور کافی عرصہ آپ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے اباجان قبلہ میں وہ تمام خوبیاں علی وجہ الکمال دیکھیں۔ جو کبھی اپنے دادا جان سے سلف صالحین کے متعلق سنا کرتے تھے۔ آپ دینی اور دنیاوی لحاظ سے ہر طرح کامل شخصیت تھے۔ جس بات کی قولاً تعلیم فرماتے عملاً بھی اس کا درس دیا جاتا۔ نامحرم خواتین سے کلام و اختلاط سے مکمل احتراز فرماتے۔ اگر کسی عورت نے کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہوتا تو کچھ فاصلہ پر بیٹھ کر عرض کرتی آپ اسے اچھی طرح سے سمجھاتے اور تشفی فرما دیتے۔

ایک بار ایک عورت نے کہا کہ شاہ صاحب میرا خاوند اکثر مجھے پاؤں کی جوتی کہہ کر پکارتا ہے جس سے مجھے بہت کوفت ہوتی ہے۔ اسکے ازالہ کی کوئی تدبیر فرمائیں۔ اس پر آپ نے اسے نہایت شفقت سے سمجھایا اور دلاسا دیا اور کہا کہ وہ بیوقوف ہے میں اسے سمجھاؤں گا وہ یہ نہیں سمجھتا کہ عورت سب سے پہلے ماں ہے جو کہ انتہائی قابلِ احترام ہے۔ عورت کا دوسرا روپ بہن اور بیٹی کا جو کہ اپنے باپ اور بھائی کی سلامتی کے لئے ہر وقت دعاگو رہتی ہیں۔ اور ان کا تقدس کسی صورت میں بھی پامال نہیں کرنا چاہیئے۔

بیوی ہر صورت میں اپنے خاوند کی خیر خواہ ہوتی ہے اس کو ایسے نہیں کرنا چاہیئے۔ بہرحال وہ عورت قلبی طور پر مطمئن ہو گئی۔ ہم چاروں بہوؤں کو وہ اپنی بیٹیوں کی طرح سمجھتے تھے۔ ان کا اخلاق ایسا تھا کہ ہم چاروں سمجھتی تھیں کہ میں ہی انہیں سب سے زیادہ عزیز ہوں۔ کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں سیالکوٹ سے ہو کر آؤں اور وہ

میرے داداجان کی خیریت نہ پوچھیں، جتنی دیر میں ان کے پاس رہی ہوں میں نے دیکھا کہ گھر میں آپکا رویہ مساویانہ اور انداز متوازن اور ہر ایک کی عزت نفس کا خیال فرماتے کفایت شعاری کی تلقین فرماتے گھریلو اخراجات میں تجاوز سے منع فرماتے تحریری حساب دینے پر خوشی کا اظہار فرماتے۔ ۱۹۸۰ء کی بات ہے جب میرے ہاں تیسری بیٹی ہوئی تو اکثر خواتین افسوس کے لئے آنے لگیں۔ قبلہ آباجی کو نہ جانے کیسے پتہ چل گیا۔ آپ نے اسی وقت موجود خواتین کو بلا کر فرمایا کہ یہ تو کافروں کی علامت ہے اور یہ آیت پڑھی۔ **واذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہ مسودا وھو کظیم** (سورۃ ۱۶ — ۵۸) ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دیجاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے (ترجمہ امام احمد رضا)

المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والبقیت الصلحت۔ ترجمہ: مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگھار ہے اور باقی رہنے والی باتیں ہیں ــــ اور ان خواتین کو سمجھایا کہ آئندہ کبھی بھی ایسا نہ کریں اور ساتھ ہی بچی کیلئے دعا فرمائی۔ اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ وہ بچی گھر میں سب سے زیادہ ذہین ہے آپ اس بچی کے ساتھ بہت پیار بھی فرماتے۔ چند واقعات جو اس موقع پر ذہن میں آئے تحریر کر دیئے ہیں۔

در منقبت چشمہ فیض دارالعلوم جامعہ محمدیہ بھکھی شریف

بہ بھکھی چشمۂ فیض الٰہی	رواں کرداست محبوبے الٰہی
زاطراف جہاں ہر آنکہ آید	ازیں چشمہ مراد دل رُباید
نہ چشمہ بلکہ دریا بے کنار است	برائے سُنیاں تازہ بہار است
برائے مومناں تازہ بہار است	برائے نجدیاں در چشم خار است
بیا اے تشنۂ تعلیم دینی	کہ در وی مقصد خود را بہ بینی
نگہداری خدایا تا قیامت	زہر آفت بماند در امانت

منم مغموم از دورِ زمانہ
امیدِ کرم دارم عاجزانہ

از قلم:
سید محمد قاسم شاہ صاحب
راجوروی

ؔ محبوب الٰہی سے مُراد حضرت قبلہ شاہ صاحب ہیں:

تہنیت

بر موقع دستار بندی حضرت صاحبزادہ عالیشان الحاج سیّد محمد مظہر قیوم شاہ صاحب مشہدی جلالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ بھکھی شریف ؟

از استاذ العلماء مولینٰا محمد صدیق سالک ہزاروی صدر المدرسین جامعہ حنفیہ سیالکوٹ ؟

صد شکر خداوند باری دا ایمان دی دولت لبھی اے
نالے صد صلوٰۃ رسول اسے جند جان دی دولت لبھی اے
سب آل اُتے، اصحاب اُتے نالے ایہناں دے احباب اُتے
ہووے رحمت خاص خداوندی ایہناں دی الفت لبھی اے
تُسی دیو مبارک ایہناں نوں دستارِ فضیلت لبھی اے
شاباش دے تمغے لبھے نیں دستار کرامت لبھی اے !
کر گئی اے کندن ایہناں نوں محنت استادِ مشفق دی
علماں دے خزانے لبھے نیں عرفان دی دولت لبھی اے
ایہناں نوں میسّر دن راتیں تکرار علوم دینیہ دا!
شیطان تو دُوری ایہناں نوں رحمان دی دولت لبھی اے
قرآن دے اک اک حرف تلے جنہاں نے کلیاں پائیاں نیں،
دنیا دی عزت اوہناں نوں، عقبیٰ دی عظمت لبھی اے
اُستاد پڑھانے والا اے جے غور کرو مرشد بھی اے
ایہناں خوش بختاں نوں یارو مرشد دی صحبت لبھی اے
اُستاذ دی صحبت لبھی اے ماں باپ دی شفقت ایہناں نوں
شیخ طریقت دے ہتھاں چوں دستارِ خلافت لبھی اے
ایہہ مظہر قیوم جلالی نیں، ایہہ حسبوں نسبوں عالی نیں ؟ ؟
نالے مشہدی سردھالی نیں جنہاں نوں خلافت لبھی اے
ایہہ بھکھی شریف دی بستی اے اس بستی وچ اک ہستی اے
اس ہستی پاک دی برکت نال پاکاں دی سنگت لبھی اے
اے سالک دنیا فانی وچہ خوش بخت ہی علماں والے نیں؟
ایہناں نوں جہانِ عقبیٰ وچ سرتاج دی عزت لبھی اے
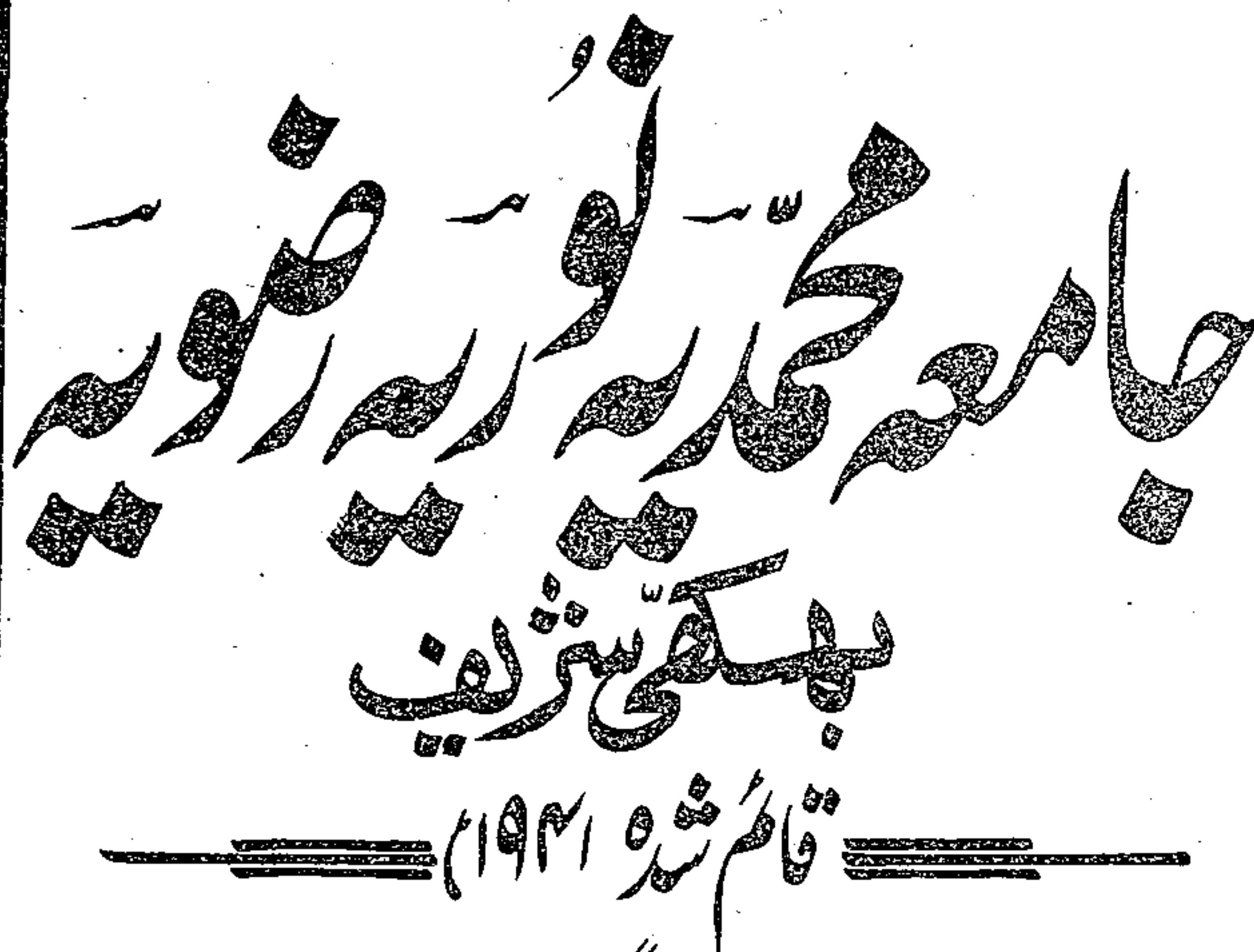
علوم نبویہ کی عظیم معیاری درسگاہ
جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ
بھکھی شریف
(قائم شدہ ۱۹۴۱ء)
بیادگار:
جلال الملت والدین حافظ الحدیث علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ
آپ ہی کے تفویض کردہ جذبہ سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے
• خوشگوار علمی اور روحانی ماحول
• محنتی اور باعمل فن تدریس میں مسلم اساتذہ
• قدیم علوم (درس نظامی مکمل) مع جدید علوم
• جدید سہولتیں
حقیقی تشنگان علوم رابطہ کریں!
منجانب: سید محمد عرفان مشہدی ناظم اعلیٰ:
جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ
بھکھی شریف (گجرات)

ضروری التماس

حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر علماء کرام، مشائخ عظام جامعہ بھکی شریف کے فضلاء، متعلقین مریدین مخلصین اور صحبت یافتہ حضرات سے التماس ہے کہ جلال الملۃ والدین حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل تذکرہ کی ترتیب کے سلسلہ میں مقالات لکھیں آپ کے ارشادات آپکے متعلق معلومات، ملفوظات، یادداشتیں فتاویٰ، تقاریر، مکتوبات دیگر مصروفیات کو مؤخر کرکے احاطۂ تحریر میں

لا کر اخلاقی فریضہ سے عہدہ برآ ہوں اور شکریہ کا موقع دیں!

اپنی تحریریں اس پتہ پر روانہ کریں

فقیر ظہور احمد جلالی مدرس جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکی شریف

گجرات

معاونین توجہ فرمائیں!

اللہ جلّ مجدہٗ کی توفیق اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم کا صدقہ جامعہ کی عظیم الشان بلڈنگ کا درس نظامی بلاک تکمیل کے مراحل میں ہے علاوہ ازیں شعبہ حفظ القرآن کی شایان شان تعمیر

اور

مدرسۃ البنات کی حسب ضرورت معیاری بلڈنگ کی تعمیر شروع ہونیوالی ہے

یہ تمام منصوبے آپکی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں

منجانب:

سید محمد عرفان مشہدی ناظمِ اعلیٰ: جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف (گجرات)

بزمِ غلامانِ حافظ الحدیث بھکھی شریف کے عہدیدار

سرپرستِ اعلیٰ :- سید فرید الحسن مشہدی

صدر :- قاری غلام عباس جلالی

نائب صدر :- محمد عظمت اللہ جلالی

سیکرٹری جنرل :- حافظ خالد محمود جلالی

جائنٹ سیکرٹری :- حافظ محمد عارف میرپوری

خازن :- قاری محمد اسلم صاحب جلالی

سیکرٹری نشرو اشاعت :- حافظ غلام قادر مظہری

پروپیگنڈا سیکرٹری :- علامہ سراج احمد مظہری

منیر احمد جلالی

بزمِ غلامانِ حافظ الحدیث بھکھی شریف کے عہدیدار

سرپرستِ اعلیٰ :- سید نوید الحسن مشہدیؒ

صدر :- قاری غلام عباس جلالی

نائب صدر :- محمد عظمت اللہ جلالی

سیکرٹری جنرل :- حافظ خالد محمود جلالی

جائنٹ سیکرٹری :- حافظ محمد عارف میرپوری

خازن :- قاری محمد اسلم صاحب جلالی

سیکرٹری نشر و اشاعت :- حافظ غلام قادر مظہری

پروپیگنڈہ سیکرٹری :- علامہ سراج احمد مظہری

منیر احمد جلالی

قاری منیر احمد جلالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

قطب وقت سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۸۵ء

مرتبہ:
ظہور احمد جلالی

ناشر: بزم غلامان حافظ الحدیث بھکھی شریف